

لئے بیچے بیچے اس کے کرے تک آیا تھا

لش ریخت رکھے۔ جالاندھیہ قالین آپ کے لالی تو  
نہیں ہے؛ نکیدتے اسی سخوٹے ہوتے کہاں اگر حاضر تو  
تو میں دراپ کے پے کا چاندے اون آثاروں گا  
نہیں۔ آپ مظہن رہیے۔ ویلے آپ مجھے یہ حد دھیں  
محلوم تو تیں کہ آپ نے ایک بنے حد ایمان دار پولیس  
آفیسر کے ہمراں پناہ لی ہے ۹

کیا جھواس طرح اے دیجے جارہا تھا نیسے س  
کچھ سمجھتا ہو، مگید بھنکر بولا۔ اب یہ فرمادیجے کہ آپ کیا  
تناول فرمائیں گے؟ معمونی دال روپی والے تو نہیں  
مذاوم ہوئے ۴

اُس نے اپنے اگلے پر بھیالے اور پہلوں پر پھوٹنی رکھ کر انگھائیں بند کر لیں۔

”حضرت ایکی صورت پوادری سے ہوئی بات طبع  
نازک پرگاں گزری ہوتا تو اللہ مخنہ کچھ کعباف غریبیاں گے!  
کل بدوہ رکھیں بند کیے پڑاں ہا جیدتے شانوں  
کو جنتیں ہی اور اس کے پیاس سے ہٹ آیا۔

اسی بھیں ہیں ارنا تھا اس دعیت نئے کے  
سامنے طرح پیٹ آئے۔ آخر وہ اُس کے پیچے کیوں آیا  
تھا، کسی ملائم کے ساتھ کیوں نہیں گیا؟  
شامِ سور ہی تھی، وہ کی طرف نکل جانا چاہتا تھا  
لیکن یہ کتابت نہیں کی کہتے، خصوصیت سے ادھر کیوں  
آیا؛ دیرنوں تو نوں کی غصیل اوازیں اُن کرتو سفر ہی  
جو جانی چاہیے تھیں ایک وہ کسی محمل مارچن ادمی کی طرح یہ  
سب کچھ بڑے سکون سے برداشت کر گیا تھا ایک یہ کسی  
خشن کا بہت ہی تربیت سافہ تھا، اور انھیں کسی  
مال میں رضاد سے پستھیں بڑھے ہوئے جواہرات  
تل قیمت نئے۔

”جناب کے ماحب“ دفتارہ اُوچی آوازیں  
اول، یعنی حسب سابق تھیں بند کے پزارا۔

یہ بڑا سفر، اُن جذب علیٰ یاں کے پھر کہا۔

یعنی تکی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔  
اے کیا اپ دُنیا سنبھالوں ” وہ چیخ کر بولہ ” میں  
سچھی سخونی کی رسموانی نہیں کر سکتا مجھ بام جانا ہے ”

بیان خوب صورت کی تفاوت از کم از بیش

پہنچنے میڈیل بھروس سے لا ایساں  
آن تک نہیں گزرا تھا مجھے کہاں سے ما راتا فریبی  
کی کوئی کے کچھ نہیں آ دی خل ہوا تھا بھر و مل سے کسی  
طرح لکھتے کام ایسی نہیں کیتے تھے میں بندگوں نے اسے  
دو کھج کر اسماں سر پر اٹھایا تھا ملین وہ خود اس طور  
پر سکون نظر آ رہا تھا جیسے میں کے ماتھوں میں اس کے لیے  
زدہ بر بھی اچھیست مژہ ہو گھم کو دیکھ کر اس نے انہیاں  
نشنا سالی کے طور پر دم بھی بلا لینتی فریبی اس وقت خر  
بیروجود نہیں تھا ملائیوں نے اسے کیا فرنے سے نکالنے کی  
وکاشش کی تو غر کارکن پر سڑھ دوڑا۔

”مرگ کیاں صاحب اپنے کئے جو آپ سے باہر نہیں رہے دو!“ حمید نے انھیں روکا۔

پہلے دیر بعد خود ہی تماشوں ہو جائیں گے۔ اسے کھانے کیلئے دو:

فریدی کے کئے کروں میں داخل نہیں ہونے یا نے  
تھے۔ ان کی عادت ہی بیس پر نے دی تھی۔ زیادہ تر کئے  
ایک میں رہتے تھے اور رکھوں کے اسی شیئر ربانشی  
کروں سے دوڑی رہ کر رکھوںی کرتے تھے۔  
بہرحال جب حیدا پنے کر کے میں جانے کا لاؤس  
کئے تھے اس کا بھائی۔

"جانبِ آنچہ در کرپولو ایم ہوگ اتنے مدد بھیں ہوئے کہ آپ کی آمدی کافر خاصل کر سکیں۔ راہ کرم برائی تھری۔ آپ چایں تو پورچ میں لشیریت رکھ لئے ہیں۔"

پھر ورنی میں کتنے کے لگے ہیں تیرے ہوئے ہے  
ناظری تو دم خور رہ گا۔ ایسا مرغیع یہ کبھی نظر نہیں  
در راستا چکو ہے کی تینیں آنکھوں پوچھی رہ کیے دے  
ہے تھے اور وسطی میز نہ بہت بڑا تھا، اعلیٰ مقام تھا۔

بہت دب بہب وہ اسے سے جوڑا۔ آپ سے  
خنزیر نظر آرے ہیں اور شایدی معمول بھی ہیں۔ ہر کہے خنزیر  
چلے گہیں آپ کوئی ولی ریاست تو نہیں ہیں؟<sup>۱۰</sup>



卷之三

\*

الصفحة

آپ کے محیویت اور ہر کو دلکش کرنے مقصود  
این صفت کی مقابلہ عالم تحریر میں  
حوالہ گئیں اور نہ سمجھ سکتی، ایں ضفت  
کی حواسِ سوی ڈسیا کا ایک نکالتی ناواقف

میں آپ کے لیے کی متفاہل؟  
”صرف چاہتے ہیں“

”کچھ کھلائی بھی یا“

”نہیں تکریر۔ اس وقت کچھ کھاتے کی عادت نہیں ہے۔“  
”بھول کے دائرہ تھے ہید و فلٹ کو طلب کر کے جائے  
کے لیے کھاتا۔“

فریدی نے خاموشی اختیار کر لی شکار کا موضوع ختم  
ہو گیا تھا فتن کی دلدادی کا پیٹے ہی زیادہ مظاہر نہیں کی  
تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا اب پیش فرض ہرامی بڑھتی  
ہوئی تعلاد کے بارے میں گفتگو شروع کرنے ہی والے  
چائے کے آئے تھے قبل ہی دائرہ سے سوال یعنی مارا تھا کرن  
صاحب آخر بحاجت است کیوں بڑھتے ہیں؟“  
”جھلابت کی بنابری“ فریدی بولا۔

”میں نہیں سمجھا جتاب؟“  
”آبادی پر تھی ہے۔ وہ محدود تھی ہیں اور چند  
ہاتھوں کا ان پر قبضہ ہے؟“  
”جھلابت والی قوبات رہی گئی؟“

”اسی طرف آئے ہوں۔ دولت مندوں کو... مرید  
کوں مدد بننے کی آزادی ہے اور عوام کو قناعت پسندی  
کا سبق دیا جائے ہے؟“

”ایسی فنورت میں اس کے علاوہ اور چارہ بھی کیا ہے؟“  
”چارہ ہی چارہ ہے۔ اگر خود غرضی اور جاہ پسندی سے  
مدد مور جائی جائے۔ ایک تھے اندازی سرویہ داری کی بنیاد  
ڈالنے کی بھلٹے خلوص بیتت سے وہی کیا جائے تو جو کہا جائے  
ہے اور عوام کی جھلابت رفع، وجہتی صورت سے کہ  
ان خیں قناعت پسندی کا سامنہ پڑھانے کی بجائے ان کی  
خودی کو ابھارا جائے بعض دوسرے مالک میں بوا“

”ہیں کرتی صاحب! ان خودی کو قواؤں ہی کی خوبی  
میں رہنے دیجئے۔“ وارثہ بھنس کر لولا۔ فریدی بھی سکرا لے  
چکنے ملے خاموش رہ کر دائرہ تکہا۔ آپ تو انقلابی علوم  
ہوتے ہیں کریں صاحب!“

”حدود اللہ میں رہ کر لیتیں! نعلیٰ ہوں۔ اللہ سے  
کچھ بھی بہرہ نہیں ہو سکتا کوئی قوم اپنے حلات کو تذکرہ  
کر سکتی۔ وسائل کی قسم کا مناسب انتظام کرے!“

”بات تو سمجھی ہے جناب! ہماری تاریخ میں ایسے  
بھروسے شریف تھے کہا۔“

”محبی علم نہیں تھا۔ وہ بہت اچھا تھا ہی۔ قدیم اور  
جدید کے امصار میں سے اُس نے ایک نیا ٹنگ پیدا کیا ہے۔  
”تشریف رکھے جناب؟“ وہ اُسے ایک مناسب سی  
میز کے قریب لا کر بولا۔ فی کے قدر عان ٹھنے چھنے ہیں لوگ  
تو جھوٹ کی حرکات پر نظر رکھتے ہیں!“  
”شاید یہاں تھا مہ ماہ بعد آیا توں!“ فریدی سی بیٹھتا  
ہوا لولا۔ آپ بھی بیٹھے!“

”ضروری طور پر... وزارتِ اسلامی مختین کہاں تعیب  
ہوتی ہیں۔ یہ میری خوش نیبی کے مخلوقات ہیں!“

”اسال آپ شکار پر نہیں گئے؟“ فریدی نے پوچھا۔  
”بس جناب کیا عرف کروں۔ دل چاہتا ہے کہ بندوقیں  
یونچ کر سازنے کی خیالیں بچاؤں۔ بچاں روپے نالیں فیں ہوں  
ئی ہے ٹوٹک پر مٹ پس پیچیں روپے میں بتا تھا اور  
اب سورپرے ہوئے ہیں۔ اچھے کارتوں میں ہو روپے

سیغڑے ہیں۔ پھر اُن تیز پر پابندی لگی ہے تو کلی ہی پر۔  
پستانیں چل کر کب کس چیز کے شکار پر پابندی کا دادی ہے۔  
تجھے سال شامتِ اعمال سے ایک کنگ مار لیا تھا اپنا  
یہ موادر دن تھے۔ وہ سورپرے ندر کر کے بڑی مشکل سے  
بندوق پچاہی۔ اس پر کی وہ نلام سارا دوسرا شکار بھی سچا  
کر کے گی۔ بچے مدد دیکھ رکھتے تھے۔ اس سے ملے تو نہ  
کے شکار پر پابندی نہیں تھی۔ پانیں کس وقت ٹک گئی۔

انھیں چلے ہے کریں شروع ہوئے ای خبرات کے ذریعے  
دقائقیں بار اعلان کر دیا کریں۔ کس سچن پر پابندی لگی  
ہوئی ہے؟“

”آپ کبھی میری زینوں پر جا کر شکار کھیلیے۔ ہر قسم کا  
شکار موجود ہے۔ بھی جھیلیں ہیں اور جگلاتیں ہیں!“

”بہت بہتر میرے لیے تو باعث فخر، تو کیونکہ  
کھٹکے رہتے ہیں!“

”جو بھی جا ہے، ہر ماہ کی پندرہ اور تیس تاریخ کو وفات  
شکار کھیل سکتا ہے۔ یہی نے اپنے آمیوں کو اس کے پے  
پیدا کر دی ہے اور متبرھی تر دیا تھا۔ یہیں شکار کی تعداد  
پہنچ جاں پابندی سی ہے۔ وہند و دین بھی باریں سب  
کچھ ختم ہو جائے!“

”آپ کا ہواب نہیں ہے۔“ وہ نہیں کریں صاحب!

”یہ بُرے سے شریف تھے کہا۔“  
”حوالہ ہی نہیں پیدا ہوتا ہے صاحب ہی آگر اس کی  
بیہقی وہ فکر کیں گے؟“  
”سخت ناراض ہوں گے اس کے میں دیکھ کر“  
”جید نے میاوسان امارات میں سروجنش دی اور خاوش  
کھڑا۔“

”دانگ مال میں بھی مساقی ٹوٹ رہی تھی مشرقی ادارے  
لے ہوئے مغربی دھنیں ان ڈونغ خاصی مقبول تھیں۔ اکثر  
لقوں کا پاؤں تال دینے تھے۔“

”فریدی بہت دوں بعد نیا گاہ آیا تھا اور مکسی خاس  
مقصد کے تحت نہیں ہوئی تھی مخصوص معمولی تبدیلی کی غرض  
سچلا آتا تھا اور یہ اگر آغا فراہم ہو تو شاید  
کی شامت آجائے گی۔ میں باہر جا رہا ہوں!“

”شریعت آگر بڑھا یا تھا اس نے بھی جھک کر پے پر  
نظر ڈالی اور تھیز نہ اڑاں بول لے گا۔“ مال پے صاحب!“

”کیا تقریب کی سی کوئی تھی میں کوئی نیا آدمی آیا ہے؟“ جید  
نے پوچھا۔

”پتا نہیں صاحب! آتے جاتے ہی رہتے ہیں!“

”قریب ہی کامعلوم ہوتا ہے۔ وہ پہنچا!“

”ایسا تھا کہ اب سانس نہیں رہتا۔“

”بہر حال نیا کریں میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے  
اُس کے ایک دانگ کے میہمیر ہوئی تھی۔ وہ فون کے  
درمیانِ شناسی ہی تھی۔ وہ اُس کے استقبال کے لیے پکا۔

”نہ سعیب کریں صاحب!“ وہ اُس سے مصافی  
کرتا ہوا بولا۔

”مزاج کیسی ہیں؟“ فریدی اُس کی ترجیحی کا جواب  
دیتا ہوا بولا۔

”شکر ہے۔ اللہ کا۔“ تشریف لے چلیے۔ آفس میں بیٹھی  
گئیں یا مل میں؟“

”کسی تقیش کے سلسلے میں نہیں آیا ہوں۔ اس یہ  
مال ہی مناسب رہے گا!“

”محبی علم ہے کہ آپ مصری رقص و نغمہ سے دلپسی  
رکھتے ہیں!“

”میں نہیں سمجھتا!“  
”سمیع آج کل نہیں منفاہرے کر رہی ہے!“

کہتے تھے آنکھیں نہ گھوٹیں جید اُجھن میں پڑ گیا۔ خوار  
سے اُسے دیکھنے کا کہیں مر تو نہیں گی لیکن ساش مہول کے  
مطابق جل رہی تھی پھر اس تے پر کیا تھا اسے اُسے دھڑ  
سے اُٹھایا تھا اور چوڑ دیا تھا لیکن تیر نہ بڑھ سکی۔  
وہ بُرے سے شریف تھے اور اکھڑے ہنس رہے تھے۔  
ولیاں ہے بُرے سے شریف تھے اور اکھڑے ہنس رہے تھے۔

”آپ کی جان کو کچھ نہ کھل کاہی ہی رہتا ہے پستان  
صاحب پر فریدی کے خدا مخصوصی شریف تھے کہا۔

”میں ہم آپ ہی کیا تم تھے کہ پھر اگر ہمیں دانت  
لقوں کا پاؤں تال دینے تھے۔“

”فریدی بہت دوں بعد نیا گاہ آیا تھا اور مکسی خاس  
مقصد کے تحت نہیں ہوئی تھی مخصوص معمولی تبدیلی کی غرض  
سچلا آتا تھا اور یہ اگر آغا فراہم ہو تو شاید  
کی شامت آجائے گی۔ میں باہر جا رہا ہوں!“

”شریعت آگر بڑھا یا تھا اس نے بھی جھک کر پے پر  
نظر ڈالی اور تھیز نہ اڑاں بول لے گا۔“

”کیا تقریب کی سی کوئی تھی میں کوئی نیا آدمی آیا ہے؟“ جید  
نے پوچھا۔

”پتا نہیں صاحب! آتے جاتے ہی رہتے ہیں!“

”قریب ہی کامعلوم ہوتا ہے۔ وہ پہنچا!“

”جید نے کہا۔

”اچاک کت ایک کریں کہا۔“ اوز کے ساتھ اچھا اور  
گر کر ٹھہڑا ہو گیا۔

”ارسے ارسے!“ ایک وقت سمجھوں کی زبان سے نکلا۔

”میں... مرگیا!“ جید کلکا لیا، پھر وہ بوٹھا اُس پر جھک  
گیا تھا اُس کے ساتھ نہیں رہتا۔

”یہ... یہ...“

”پتا نہیں کیا ہلا ہے؟“ ایک ملازم تھوڑہ آوانیں بولا۔

”اُسے بھی ڈارہ نہیں دو،“ اسی حالت میں کوئی قرب  
کرنا تھا اُس نے رہا۔

”کم املاک کرے۔“ ایک ملازم روم میں آبیجا پھر  
اُسے ہنسنی اسی اور ملزمین میں کامنہ دیکھتے گے۔

”یہ چارہ ہاپکیں لیکن ملاقات سے پہلے ہی مر گیا۔ اب دیکھنا ہے  
کہ مجھ پر کیا اگزرنی ہے!“

”پہنچ اُس اسارہ ملکواد بھی۔ آپ بھی کس جکڑ میں پڑے  
تھے؟“

اُس کی آئندی حق تھیں چلی آرہی تھیں۔ خدا خدا کے چھپ چھڑا  
مکھی ہوئی تھی اور وہ مختلف قسم کے سلوشنوں سے مانع و مفع  
بے تھ۔

حمد کو انگلکی اُن اور وہ بہر جا گیا۔

قطی طور پر اینٹر شاک میں اکٹر لولہ۔

”اُن لاشوں کے پوست مامِ کام کا بھی بھی تیجہ برآمد ہو تو  
محض فوری طور پر مطلع کر دیجئے کا غیریہ تھے کہا۔

”آخر قسم کیا ہے؟“

”پہلے یہ دیکھنا پڑے کہ اینٹر شاک بھی کیسے؟“ فریدی  
پر تفتک بچھیں جلا پھر اس نے کہتے کہ بھالی سنتے ہوئے  
کچھ تھا جو اُن لاشوں کے بارے میں تو اپ تو علم ہی ہے۔“  
”میں نے لاشوں کے بارے میں اپنا خیال فاہر کر دیا  
تھا۔“ داکٹر بولا۔ اُپ کے ٹھکنے کے شروع ہوئے ہیں۔“  
بات کی دلیل بھال کر رہے ہیں۔“

”میکن وہاں اُن لُریوں پر اینٹر شاک کا سوال ہی  
پیدا نہیں ہوتا۔“

”وچھر ان اشتریوں کے نیچے کیسے تھے؟“ داکٹر نے کہا۔

”اور بس سے عجیب بات ہے کہ جس وقت وہ ختم  
ہوئے تھے تھیں اُسی وقت یہاں کھٹے دم توڑ دیا تھا۔“

ڈاکٹر کچھ دلولہ۔ وہ دو قولوں تجریہ کاہ سے باہر تھے اور  
فریدی نے کہا۔ لات کا حکما میرے ہی ساتھ کھائی۔“

”مجھے ہدایتوں ہے کہ کسی اور جگہ معدوتوں“  
”اچھا تو ایک ایک کپ کافی ہی ہے۔ مسرو دی آج کچھ  
پڑھتی ہے۔“

”توئی مصلحت نہیں۔“

وہ دراٹنگ رومن میں آیا۔ جیدا پہنچ کرے میں  
تھا۔ ایک ملازمت سے حلوم ہوا تو اس کی طبعت خوب ہو  
گئی تھے کافی پی رُر داکٹر تو جلا گیا تھا اور فریدی نے حید  
کے دروازے پر دست کی تھی۔

”اب زندہ بھی رہنے دیجئے گا انہیں۔“ اندر سے  
آواز آئی۔

”بہت زندگی ہے تھا دیزی فرندزاد رواز گھوڑوں  
دروانہ کھلاتا اور حید شب خوابی کے بیاس میں  
دکھانی دیا۔

”آخر ہے کیا چھڑی؟“ اُس نے جس سامنہ پنا کر کہا۔

”فریدی دروانے کی طرف بڑھ گیا تھا۔“  
”اُرسے تو اپ آپ کہاں چلے؟“  
”ایک آپیا۔“

اُس کی گھٹی بچھ کپاٹ نہ سے نکل بیس تھی۔ اس پارسٹر  
کا اختتام پولیس اپسالا تھا۔ داکٹر شاہ اسی کا مستقر تھا۔ وہ  
مردہ خانے میں پہنچ چاروں لاشیں ابھی سوڑھائے تھیں۔  
پہنچی تھیں میں تھی بیر پڑی، بٹوئی تھیں۔ فریدی نے پڑا۔ اُس کے  
اُن کے ہاتھوں کا جائزہ لاتھا اور داکٹر طرف دیکھنے کا تھا۔  
”جی ہلن چاروں کی انگلیوں پر جلکنے کے نشانات ہیں؟“  
ڈاکٹر کہا۔

”اور انگلیوں سے نیچے غائب ہیں؟“  
”واقعی ہے۔“ بڑی عجیب بات ہے اور جنے کے نشانات  
عین انگلیوں کے نیچے سے انگلیوں میں شروع ہوئے ہیں۔“  
ڈاکٹر لولہ۔

”مجھے ہی دیکھنا تھا۔“ فریدی کہتا۔  
”بہرحال ساری علامات اینٹر شاک تھیں کی موجودیں۔“  
ڈاکٹر لولہ۔

”کیا اپ کی دلیل نہ ہوتی ہیں؟“  
”تم ہمچیز ہے۔ میں تو اپ کا مستقر تھا۔“  
”کیا مجھے خون سا وقت میں ملکیتے تھے؟“  
”خود رہو۔“

”ایک تکمیلی لاش کا پوست مارا تھا کہیں تھے؟“  
”اوہ... داکٹر کی آنکھوں میں حیرت کا آنر نظر  
آئے تھے۔ یہ وہ مسلک اکابر بلا۔ اسی وقت...؟“  
”ابھی... اور میں اُپ کا پہنچے گھرے چلوں گا۔“

”لطف...“  
”تھیں لاش تھیں جو گافن میں بیر پڑی ہوئی تھی۔“ داکٹر جوت  
سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اُنہیں ایں تھوڑی نہیں  
کر سکتا تھا۔ اُس نے فریدی کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”میں نے اُپ  
کی تجریہ کاہ کے بارے میں سنا تھا۔ میکن اس حد تک بھی  
نہیں سوچ سکتا تھا۔“

”لیں تھوڑی کی بات ہے۔“  
”کئے کی لاش کی جرم پھار فریز ہوئی تھی اور لالاریوں  
سے جید ترین آلات برآمد ہوئے تھے۔“

حمد اُنھیں استد کر رہا تھا اور دھن کے مارے

”آہستہ۔ آہستہ۔“ فریدی با تھا اس کا مل جاؤ۔ میں پچ  
نہیں سمجھ سکتا۔“

چھپے تھی سے ہونٹ بھیج لیتھ تھے۔ پھر وہ بارہ  
اسٹارٹ کے آہستہ آہستہ کٹھے کی پیرات اُنچی موٹت تک  
پہنچا تھا۔

”چھو دھکھو۔“ کیا ہے لاش...“  
وہ اُسے پنچ خواب گائیں لا یا سنتے کی لاش اسی عرض

فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ بھر لوگ اپنی جگہوں سے  
لے پھر شیخ طرف اشارہ کر کے بولا۔

”محارے بیان کے طبق وہ مُسرِ نگینہ یہاں تھا۔“  
”جی ہیں۔“

”اس جگہ پہنچ سوڑی ہو گیا ہے۔ جلدی کا اشتان۔“  
اوہ... یہ کچھ بال بھی تھے ہونے ہیں۔ اچھا ہے اور میسر۔  
تجربہ کاہ میں خداوادیہ آثار دینا۔“

”بس تھیں اُد بھیجے تھے۔“  
”وہ تو پہنچے ہی سہی کیا فریدی کہتا ہو اور کمرے سے نکل  
آیا۔“ ملٹن فرم دیتھن کر قون پکی کے لئے بڑا نہیں نیکی  
تھے اور دوسرا طرف سے جواب ملے پہلا نہیں۔“ نیکی  
والی الاشیں کیا ہیں؟“

”مُردہ“ تھے۔ میں سے تھے لے تھیں کی جائے  
گی۔ پھر پوست مارکھر ہو گا۔“ دوسرا طرف سے اواز آئی۔

”میں جو بارے اُن کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔“  
کے اندر انہیں کا انتظام کر دو۔“

”بہت پہنچناب“ دوسرا طرف سے چراواز آئی۔  
پھر جوور رکھ کر وہ حصہ جو کسے کی طرف جل پڑا  
وہ ملازمتے کی لاش اُنھاں کی اوپری منزل پر جلہتے تھے۔

”اخڑا اپ کر سے کیا ہے؟“ جید تھے پوچھا۔

”میں کی پوست مارکھر ہو گی۔“  
”گال ہے۔ کیا کام کی اپسال کی آپیش میں پہل پر  
نہیں ہو سکتا؟“

”تھیں کیا پر ایمانی ہے۔“ فریدی نے اُس کو تھری  
ہٹھے کہ۔ حید بات میں ہمابو بھر لے تھا اور اُس کے  
بھر سے تھوڑی کم تھی۔

”مجھ تھیں۔“ وہ تھڈی ساشے لے گر بولا۔ شاید فراغت  
کے دن قدمی تو ہے۔“

”فریدی کی پر ایمانی ہے۔“ فریدی نے اُس کو دیکھتے ہی  
فریدی کی پر دبلا تھوڑی دیر پہنچ اس کی گاڑی ہٹری  
ٹرن جاہی تھی۔ حیر میختی تھی کہاں ہے میباختا شام کو  
کہیں جانہیں۔ مکاتبا جبرا میخا تھا فریدی کو دیکھتے ہی  
چھٹ پڑا۔

سرہان مغلکت بھی لڑکے میں بھوسکے نیجے اینٹ رکھ کر گھوڑے  
فرش پر سوایا کرتے تھے اور اپنے مل جاؤں بناتے تھے۔  
”اوہ بھاریہ حال ہے کہ...“ وہ گھل پکانی کیا پیا  
ٹنکا کے یک کی جھیپس میں ہو گیا۔

”اوہ خدا یا۔“ اُنکر لپکھلا کر ہٹری ہو گیا۔ فریدی نے  
بھی ان چاروں کو کریمیوں سے لڑھتے دیکھا تھا۔ وہ چاروں  
ایک ہی نیز تھے۔

”چھو دھکھو۔“ کیا ہے لاش...“  
وہ اُسے پنچ خواب گائیں لا یا سنتے کی لاش اسی عرض

فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ بھر لوگ اپنی جگہوں سے  
لے پھر شیخ طرف اشارہ کر کے بولا۔

”محارے بیان کے طبق وہ مُسرِ نگینہ یہاں تھا۔“  
”جی ہیں۔“

”اس جگہ پہنچ سوڑی ہو گیا ہے۔ جلدی کا  
ہی دیر میں چاروں گرے والوں کی موٹت کا اعلان کر دیا۔  
”میزیر پر ریتی ہوئی جیزوں کو ماہر دکھانے“ فریدی نے  
ڈاکٹر کے سارے کاموں کو قن کالی کی تھیں اور دلہی  
رہے گا کچھ سے باوپیوں مددگاروں کو نکل رکھنے کا۔

”خداوندی کیا ہو گیا؟“  
”میں ہست سبز قم میں“ فریدی نے نشک ہے۔

”میں کہ۔“  
”میرا۔“ پڑھا تھا جاناب۔“ داکٹر بھکاری بول۔

فریدی نے تھلکھل حکام و قون کالی کی تھیں اور دلہی  
سی دیریں وہاں پولیس کی گاڑیوں پنچے تھیں۔

بلٹاہرہ خواری کاکیں معلوم ہوا تھا۔ پہنچا کیں متفق  
دیگر اور زمانے کی تیاری کے بعد لاشیں روکنے کو دیکھتے۔

”تھت۔“ تھیں آپ ہی کس گے جناب...“ داکٹر  
نے پوچھا۔

”مزوری ہیں۔“ ابھی تو متعلم تھا تک ہی بات  
رہنگی۔ اُن سے نہیں تو واقعے بڑھی۔

”ہو سکتا ہے۔“ وہ کہیں اور سے کچھ کھانی کر لے جوں۔  
غیر قانونی طور پر کشید کی تو قی شریں بی کر تھے ای گل اس

شہر میں مر جکے ہیں۔“ فریدی نے اُس کو تھری  
ٹرن جاہی تھی۔ حیر میختی تھی کہاں ہے میباختا شام کو  
کہیں جانہیں۔ مکاتبا جبرا میخا تھا فریدی کو دیکھتے ہی  
چھٹ پڑا۔

او بھی جو کچھ چاہتی ہو تا اور مہبی کیا جائے گا یعنی سیٽی معلوم نہ ہونے پائے، وردہ بیوی بکس بھی غائب ہو جائے گا... اور نیلم پر تم سے کم کر دے گی میں نیلم پر کام خارہ ایک پڑی نادہوں بندر کی شکل میں تم سے ملا ہوں گا مجھے تو رئے کی ضرورت نہیں ہے"

"پتا نہیں کون اس طرح شوت دے گیا ہے؟" وہ بڑھا تھی تو نہیں پڑی پھر سمجھدہ ہو کر سوچنے لگی اگر بھون شخص سفارش کرنا چاہتا ہے تو کیا پایا میری اُن نہیں گے؟ ہرگز نہیں اُن سے لو یہ بکس بھی چھانٹا لے گا وردہ بھی سمجھیں گے کہیں نے کسی سفاراشی کا تخفیف قول کر رہا ہے، یکن اب وہ اسے چھانٹا کرے گا۔ عالمیکی بھی نے دیکھ لیا تو چاروں طرف شور چاہدے تھے ایسا سے چار سال بڑی تھی، یعنی بھولیوں کی طرح اس سے اُبھی رہتی تھی اور شازیہ بھی اُسے عالمیکی کہتی تھی۔ یا جی یا آیا کاروگ نہیں پالا تھا۔ سوچتے سوچتے بالآخر بھی فیصلہ کیا کہ انیں احوال اسے سیلے پروں کے دھرم کے نیچے چھپا دینا چاہیے پھر وہ بکس کو تو منانچ کر دے گی اور اس کی مختلف چیزوں نکال کر ادھر ادھر کھو دے گی اور ان پر سے میں فکر کر کے نہیں بھڑا دے گی۔

دوسری صبح اس نے اس بندر کی تلاش شروع کر دی تھی۔ بردیوں کی چھپائیں اور وہ سارا دن ھر بیٹھا تھا۔ حقیقی نہیں بھائی ایک غیری کے ساتھ رغایبوں کے فکار کے لیے گئے ہوئے تھے۔ عالمیکی زیادہ تر کم وہ بی تک محدود رہتی تھیں۔ معمولوں کی وجہ سے آخر دن سے دوسری بحدبہ نہیں کرتے تھے۔ اس بے پائیں باخ غیں وہ تنہا ہی ہوتی تھی۔

اُنم کے درخت کے نیچے ہنچ کر وہ رُک گئی۔ چاروں طرف سنا ما تھا۔ دن کے گیارہ بجے تھے اور آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ بردی بڑھ کر گئی تھی۔ دفتار اور پر شاخوں پر سراہیٹ ہوئی اور ایک پر زرہ اُس کے پیروں کے نیچے ہنچ کر تمباک کی تھا۔ اس نے اپر دیکھ لیجھ کر اٹھا لیا تھا۔ اس بار تحریر تھی۔

"بیماری پتی! اُنہیں تے رات اسی درخت پر گزاری ہے اور اس وقت بہت بھوکا ہوں۔ دو قین سینڈ ویچ لاؤ۔ حلال نہ دوسرا بڑا شوٹ نہیں کھاتے یہاں مجھے کوشت

"اُرسے... تو اُن دلوں کو بچالے کی وحشیت ہے؟"  
"فمنوں ہے یہ نہیں پکیں گے۔"

"یکن وہ گیا کیا؟"

"جہاں سے آیا ہو گی؟" "نشکل لیجھیں جواب ملا۔"  
"دیکھتے ہی رکھتے وہ دلوں نے بھی ختم ہوئے تھے۔"

"یہ سرف چیز ہی نہیں بلکہ دھکی ہی ہے" "فریدی بولا۔"  
"میں سکتے کے تھا قب کا موقع ہاٹھتے تھے جانے دتا۔"

حمد بولا۔

"چلو" "فریدی اُس کا پاٹ پکڑ کر پورچ کی طرف موڑتا ہوا خڑیا۔

حمدید پے دل سے چلتا ہوا رانگ رومنگ آیا تھا۔

فریدی نے تازہ سکارا شکار دھواں اُس کے منیر چھوٹتے ہوئے گاہ میں تھاں کئے تھے کہ تھا اداہن، بن کیا مطلب؟"

"میں جاننا ہوں کہ وہ کس کا سکتا تھا؟"

"کون سائٹ؟"

"وہ جو رکھوں کے تھوں کومار گیا۔"

"کس کا تھا؟"

"میرا ہی ایک بیٹہ ملٹری سکول پسندہ دنوں سے ناٹس تھا۔"

"فوج تو علم نہیں تھا اُس کی گشیدگی کا؟"

"تم ہوش میں کب رہتے ہو؟"

شازی کو بڑا دھکھتا۔ اُس کے دیکھی آج بھی اُس کے پھر میں فیکر کا بھوپل دللا تھا۔ اُس کی تھیکیت جب وہ فلیو پر کچھ تو اُس نے پائیں باشے جیسے جیکر یادداہن کیا تھا۔

خان جبل مقامی جبل کے سپہ نہنڈ تریک تھے اور اُن کا جبل خانہ نہاں کا مغل خانہ سمجھا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے طور پر بعض اصلاحات کی تھیں جن کے تحت وہ جبل خلے کی بجائے ایک طرح کی تربیت گاہ بن گیا تھا۔

ظاہر ہے کہ پھر خان جبل اور اُن کے لئے کارہارہ مخفی تشوہ پر ہی رہ گوکا اور یہ کئی طرف جھپٹتا تھا۔ فریدی پھالنک کے والدین بغیر حیات بھی۔ ایک بیوہ بہن اور اُس کے دوپتوں کا بار بھی خان جبل ہی پر تھا۔ شازیہ سے بڑی دو

لڑپور دم توڑنچے ہیں اور دوزینہن پر پڑے سیک رہے ہیں۔

"لکھ... لکھا؟"

"دوسرا نہ تھا۔ اُس نے پر سکون لے گیا۔ اُنھیں اس حال کو بینچا اور نکل گیا۔"

"چیلچیں... فریدی نے کہا اور اُس کے جبڑے بھیج گئے۔"

حمدید نے احمدانہاڑیں پکیں چھکا ہیں اور بولا۔ مگر کس کی طرفت ہے؟"

"یہ نہیں جانتا یہاں ہے جیلچ، ہی... وردہ بیاں اس کے کام ہے اُن جاروں ہی کی طرف مر جانا تھا۔"

"او مل اُس کا پتہ کہا ہے؟"

"کھڑکی سے عقیل پارک میں پیٹھ دیا گیا۔"

"لکھنؤں سیتی" "حمدید نے حیرت سے کہا۔"

"ہاں میں اُسے عمارت کے اندر کھنکے کا خطرہ مول نہیں سکتا تھا۔"

"وہ جاروں آپ کی وحودگی میں رہتے تھے۔ اُس نے بھی بھکھتے تھے لیے تیرہ رہنا چاہے؟"

"پہبنت اجھی بات ہے کہ پہلی سے تھا اداہن، بن جائے گا" "فریدی نے خلک پھجیں ہیں اور جنگاہ سکار سنگاہ نے لگا۔

وقتاً رکھوں کے تقوں کے ہونکتے آواز آئی اور وہ پونک پڑھ کر فریدی صدر دروازے کی طرف بڑھا جائیا تھا۔ حمدید نے صرف شانہ ہلائے تھے ایسی جگہ سے جبکش ہی نہیں تھی تھی۔ استمن ایک ملٹان دُرُنگ روم میں داخل ہوا۔ جس کے ہمراہ پر بھروسے پر بدھواسی طاری تھی۔

"یرک... کیان صاحب... دو... دوسرا تھا..."

"کہاں؟" "حمدید بوکھار کھڑا ہو گیا۔"

"دیوار پھلانک کر کپاٹن میں آیا تھا۔ رکھوں کے تقوں نے بوجوں لیا۔"

"کرٹل صاحب کیا ہیں؟"

"وہ اسے اپنے تقوں سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

حمدید بھی کیا نہنڈ کی طرف جھپٹتا تھا۔ فریدی پھالنک کے قریب کھڑا نظر آیا۔ انگریز نے ہیں بھوک رہتے تھے۔ قریب پنج پر معلوم ہوا کہ رکھوں کے دوست قلعی طور پر دم توڑنچے ہیں اور دوزینہن پر پڑے سیک رہے ہیں۔

"لکھ... لکھا؟"

"دوسرا نہ تھا۔ اُس نے پر سکون لے گیا۔ اُنھیں اس حال کو بینچا اور نکل گیا۔"

”سول اور ایک سوتیرہ مبروں کی مستقلی پہاں ہجتی تھی؟“  
خان جمل نے اُس کی طرف دیکھ لیتی تھی میں وہ معلوم کی۔  
”یہ مجھے بخشن، بتائیں ایسا خاتما۔ دُنی آئی۔ جی۔ صاحب  
لے کافراست بے دستخط کیتے اور انھیں سے گئے تھے：“  
”آن کے ساتھ اور کون تھا؟“

”دھنڑت۔... خیالیں نے پیٹے بھی نہیں دیکھا۔“  
”ہوں۔ میں تھے اپنا بچا ریلو اور صفائی کے لیے دیا تھا۔“  
”بُجی مان کلی بچکے پر بھوادیا تھا۔“  
”مجھے پہاں را فونڈنی چاہیں رائی متفاہیدی ہے۔ انھوں  
نے حبیب سے پس نکالتے ہوئے اور پھر کچھ لوٹ نکالے تھے  
اور رفتوں کے سامنے ڈال دیئے۔  
”بُت بھتر جاتا۔ بھی مفتوح ہوں۔“ اُس نے لوٹ  
انٹھاتے ہوئے کہ اور خود بھی اپنے گا۔ اس کے عطاں جمل نے فون  
پر ہر کے نہر دال کے قریب بواب منے پر ماٹھیں میں بُجے۔  
پیشان ہوئے صورت نہیں تباہی ہوئی مجھے قلم  
ہشکر وہ کہاں ہے؛ بلدوں اپس آجائے گی پڑوس میں تلاش کرنا  
ہند کر دو۔“

”آخر کہاں ہے؟“ دوسری طرف سے بڑی بیٹی آسمیہ کی  
آواز آئی تھی۔  
”میں کہنا ہوں فردرک روپ سب تھیک ہو جائے گا۔“ گھر میں  
سب کو تارک اسے چھوٹ جعلے کئے ہیں۔ وقت دن بعد  
والپس آجائے گی۔ جلدی میں تھے اس یہی محشر کی کوئی بُت  
کے بھے قون کر دیا ہے۔“

”حقیقت کیا ہے پاپا؟“ دوسری طرف سے آسمیہ کی  
گھیر سی آواز آئی۔  
”غمہ اکر کر تارک اگا دوسروں سے یہی کہنا جوئیں نے  
بتایا ہے۔ یہ تھے کہ انھوں نے سلسی مقطع کر دیا۔ بات کو  
آگے نہیں بڑھانا چاہتے تھے۔“

”نحوڑی دیر بعد قون کی حصی بھی انھوں نے پیسور  
امتحانی۔ دوسری طرف سے وہی آوارہ نانی وی بُت نے اُن  
کی اور شازیہ کی گفتگو کے دروان میں ملاخت کی تھی۔  
”میں تمہارے بواب کا منقرپ ہوں خان جمل۔“  
”مجھے افسوس ہے کہ انھیں سے جانے والے میرے ناب  
کے لیے اجنبی تھے۔“  
”کیا تھی لوگ تھے؟“

”کسی طرح بھی نہیں تھیں۔“  
”وہ دونوں کس کی نگرانی میں لے جائی تھیں؟“  
”یقین کر دیں نہیں جانتا۔ غایدہ خود دی۔ آئی۔ جی۔ صاحب  
کی تھی۔“ میں اُس دن چھپ پر خاتمہ سے نائب تھے کارروائی  
کی تھی۔“  
\* ”نائب سے معلوم گردی۔ آئی۔ جی۔ تے انھیں کس کے  
سپر کیا تھا ہیں مثلاً بعد میری بھر تھیں قون کروں گا یعنی  
یقین کر تو تم کسی طرح بھی میرے تبر دھکت د کر سکو گے؟“  
”کل کی آواز آئی تھی۔ شاید عمرت ہی کے کی دوسرے  
انشوہ میں تھا۔“ کاریسیور کھاکی تھا پھر خان جمل کی آواز آئی تھا۔  
کیا تم من رہی ہوئے ہیں۔ دیکھو بالکل پیشان نہ فدا۔ سب  
ٹھیک ہو جائے گا۔“  
”تیں بالکل خالق نہیں ہوں پاپا۔ آپ ایک بھی ہوں۔“  
شازیہ نے وہیں آوانیں کہا تھا۔

خان جمل نے پیسوں کر پیلی پر رکھ دیا تھا اور اپنے ہم  
کے عشق پر قابو پانے کی کوشش کر رہے تھے۔ زندگی میں ہی  
بار انسیں ایسکے کو اپنے سے دوچار ہونے کا انقاض ہوا تھا۔  
وہ لصورتی بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کبھی اپنے بھی بھر میں رکھی  
اُن دلوں قیدی نور توں کے بارے میں صرف اتنا بی معلوم  
تھا کہ وہ کسی تھجی میں ماخوذ ہوئی تھیں اور کسی غرضی مک  
سے تعلق رکھتی تھی۔ کاغذات میں اُن کے ناموں کی جانشی  
میں بھروس کا انتہا ہوتا تھا۔ وہ اُن کے نام مکے واقع  
نہیں تھا اور بھی حقیقت کی کہ اُن کی مستقلی کے وقت وہ  
چھپی رہتے۔ اُن کے نائب یقینیت و نفوی نے دلوں قیدیوں  
کو دی۔ آئی بھی کوئے کوئے کیا تھا۔ انھوں نے میرے بھی ہمیں چھپی  
بجائی اور اُن نے اندر واخل ہو کر سیلوٹ کیا تھا۔  
”رنوی صاحب رسولام دو۔“ انھوں نے اُس کی طرف  
دیکھ لیکر۔

”غوری دیر لو یقینیت و نفوی اندر آیا تھا۔“  
”بُجھے“ بخان جمل نے سامنے والی گرسی کی طرف اشارہ کیا  
وہ میخیگا، تین آنکھوں میں الجن کے آئاس تھے۔ شاید اس سے  
پہنچ جی اس طرح طلب نہیں کیا گی تھا۔  
”کیا تھی لوگ تھے؟“

میں اتنا قیمتی اور ثوبہ صورت فتح کیاں سے آتا۔ سامنے نیزہ  
تین قون رکھا تھا۔ آیا۔ وہ بھرستہ اندر کا اس کی طرف جھیٹتی تھی۔  
شاید اس کے تبر دیکھنا چاہتی تھی لیکن اُس پر نہیں تھی۔ شاید  
مٹا دیے گئے تھے۔

بُر جمال سے بات اُس کی بھیں آجی تھی کہ اُس کا اخواز ایسا  
گیا تھا۔ دروازے کی طرف بڑھتے تھے اس کی طرف بھاڑی  
کیا تھا۔ دوبارہ قون کی طرف پیٹ آئی اور قون پر اپنے پا پا  
کے دفتر کے بڑا دل کر کرے گئی۔ دوسری طرف سے جواب بلا  
تھا۔ اُن اُس کے پایا ہی تھی۔

”میں تھا۔ بول رہی ہوں پاپا۔“  
”مان ہوں کیا بات ہے۔ ادا۔ اچھا۔ سمجھ گیا۔ دیکھو اب  
خواہ لے گی نا۔ اسی دن تھاری فوج اُسی پوری وجہتی میں  
”اس کی بات نہیں ہے پاپا۔“  
”پھر کیا بات ہے؟“  
”شاندیز اخواہ ہو گیا۔“  
”کیا بکواس ہے؟“

”طکی شیک کہ رہی ہے خان جمل۔“ تیسرا آوارہ نہیں  
دی دیکھنے والا کوئی مخفوظہ ہے۔“  
”تم کون ہو؟“  
”کیا بی بی تباہی پر کھانے پر کھی سیلے تھے اُس سے اس کی  
داستان سن لو۔“ بے بنی اب قم اپنے پاکو بتا سکتی ہو کر تھا  
اُنکے طرح ہوا۔“

شازیہ اپنے پاپ کو بندری کہا۔ سُنئے تھے اُنکی تھی اور  
پھر ہوئی۔ اچھا۔ میں وہ تھی جاؤں گی۔“ وہ جلدی سے  
بُوئی تھی اور سوچ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ بندر کے  
لیے اُر کیا جائے۔ خوبیاں کیسی نہیں ہیں۔ اُپر سے بھٹکاتی  
کھلتے ہیں ہوں گے۔ اسے وہ لوگوں کی بھٹکاتی ہے۔ نہیں،  
خوبیاں نہیں۔ نشک نہیں۔ والے کیے کا بکلاڑا ہے۔“ خان جمل  
کی بھرائی ہوئی سی آوارہ نانی تھی اور لکھتی تھا۔“

”تم بہت لمحے اُدی تو خان جمل۔ تم نے کسی کا کچھیں بھاڑا  
لکھا۔“ پھر ایسا کیوں ہوا؟“  
”پھر ایسا کیوں ہوا؟“

”بُت معنوں سی معلومات کے عومن شازیہ کی رائی مکن  
ہو جائے گی۔“

”کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟“  
”قدیمی نمبر وہ بڑا دل کر مٹے  
چکلیا تھا اور وہ فوری طور پر یہ ہو گئی تھی۔“  
”میں نہیں جانتا۔ مجھے نہیں بتایا۔ اُنیں تاریخ سیکرت  
قسم کا معلم تھا۔“

کے سینہ وچ بہت پسند ہیں اور بھی پس بند رو ہوئے نہیں...  
پری زاد ہوں، بھی اردو زادہ نہیں آتی۔ اس میں میری  
ہیئت رائیگ ہے۔ خدا کے قم اسے شیک سے پڑھ  
لیتی ہو۔“

اُس نے سر اٹا کر دیکھا۔ شاخوں کے درمیان ایک بڑا  
سابنر چیپنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے مانچہ اٹھا کر خازیہ  
کو سلام کیا تھا۔ دوبارہ قون کی طرف پیٹ آئی۔ وہ باہر سے بولٹ  
کے دفتر کے بڑا دل کر کرے گئی۔ دوسری طرف سے جواب بلا  
تھا۔ اُن اُس کے پایا ہی تھی۔

”میں تھا۔ بول رہی ہوں پاپا۔“  
”مان ہوں کیا بات ہے۔ ادا۔ اچھا۔ سمجھ گیا۔ دیکھو اب  
خواہ لے گی نا۔ اسی دن تھاری فوج اُسی پوری وجہتی میں  
”اس کی بات نہیں ہے پاپا۔“  
”پھر کیا بات ہے؟“  
”شاندیز اخواہ ہو گیا۔“  
”کیا بکواس ہے؟“

”طکی شیک کہ رہی ہے خان جمل۔“ تیسرا آوارہ نہیں  
دی دیکھنے والا کوئی مخفوظہ ہے۔“  
”تم کون ہو؟“  
”کیا بی بی تباہی پر کھانے پر کھی سیلے تھے اُس سے اس کی  
داستان سن لو۔“ بے بنی اب قم اپنے پاکو بتا سکتی ہو کر تھا  
اُنکے طرح ہوا۔“

والی جھا۔ ایوں میں مل ساول گا۔“  
”اچھا۔ میں وہ تھی جاؤں گی۔“ وہ جلدی سے  
بُوئی تھی اور سوچ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ بندر کے  
لیے اُر کیا جائے۔ خوبیاں کیسی نہیں ہیں۔ اُپر سے بھٹکاتی  
کھلتے ہیں ہوں گے۔ اسے وہ لوگوں کی بھٹکاتی ہے۔ نہیں،  
خوبیاں نہیں۔ نشک نہیں۔ والے کیے کا بکلاڑا ہے۔“ خان جمل  
کی بھرائی ہوئی۔ نشک نہیں۔ والے کیے کا بکلاڑا ہے۔“

”کیا تھی لوگوں والے کیے کا بکلاڑا ہے۔“  
”ہی جھاڑیوں میں قدم رکھا۔“ اس کے سامنے تھا۔“  
”دپادیا۔ وہ جیتھی تھی۔“  
”قدیمی نمبر وہ بڑا دل کر مٹے  
چکلیا تھا اور وہ فوری طور پر یہ ہو گئی تھی۔“  
”میں نہیں جانتا۔ مجھے نہیں بتایا۔ اُنیں تاریخ سیکرت  
قسم کا معلم تھا۔“

لیکن یہ اُس کے بھکنے کا کوئی کہا نہیں۔ پوسٹا خدا اُس کے بھکنے  
کے سینہ وچ بہت پسند ہیں اور بھی پس بند رو ہوئے نہیں...  
پری زاد ہوں، بھی اردو زادہ نہیں آتی۔ اس میں میری  
ہیئت رائیگ ہے۔ خدا کے قم اسے شیک سے پڑھ  
لیتی ہو۔“

نہ شے کے یہ ائے دوسرے تکریں بے جا ہیں تھے پھر  
رات تک کھانا سی کمرے میں پہنچا لیا تھا جمل وہ سوئی ہوئی  
تھی مس ایک بوئی گھرت اپنی قتوں کے پہنچا رکھتا  
دھرے کرے میں ہو گا۔

یہاں ناشتے کی زیر پر دو عجیب الحلقت آدمی نظر آئے  
ایک بے حد بلپڑا اور تمہاری بیانات اور دوسرا اس حد تک  
پہنچ دکھ رکھتے تھے تواریخ پار فک کارا ہو گا جو پاٹا تو  
دس سال کا ہے معلوم ہوتا۔

”آف... آف...“ تھے آئی نہیں پیارے کا اور اُس کا  
بانچ پکڑ کر پتھر تحریک دل کی کشیر بھالیا۔  
”میں یہاں بوجہ ہوں اسے ذہن میں بکھنا چھوٹے  
آدمی نہ ہے۔

”بگوں بندگو“  
”آج ہمیں اداہ سیر گردی بیٹھ جاؤ“  
”ہر گز نہیں چھوٹا اسی چھل کر کسی پر کھڑا ہو گہرائی  
کا گھنیا ہوا جھرہ سرخ ہو گی تھا۔  
”بیٹھ جاؤ۔ پیچھا جاؤ“ ملے آدمی ہاتھ لگ کر بولا ہیں تو  
یونہج مذاق کر رکھتا۔  
چھوٹا اسی بڑھا ہوا بیٹھ گیا پتہ بھی کسی گندی کشی  
نے جھانے تھیں۔

”پلو کھاؤ“ پلے آدمی نے شازی سے کہا۔  
”آج خوشی کی پا تھوڑی ہو گئے، مجھ کیوں قید کر رکھا  
ہے تم لوگوں نے“ شازی سے غصہ لہجے ہے۔  
”بس ذرا پر کی اور بات ہے۔ دس منچھے کھارے پایا  
کے باتیں ہوں گی اگر جسے معلومات حاصل ہو گئیں تو مجھ نہیں  
گھنی پوچا دلچسپی گا۔“

”کھاؤ پے بنی،“ چھوٹے آدمی نے کہا۔ ان باقاعدے پڑھو  
”تو وہ بند رکھی رہ جو ہو گے؟“  
”مان یہیں... میں ہی تھا۔“  
”مجھے میرا قصور براوے“  
”پہاں پتے قصور پر کوئی بڑا جاتا ہے؟“  
”باقی نہیں“ جا آدمی باختہ انکا کروں اولاد ناشتہ کرواد  
اسے بھی شیخا۔ کھانا لائی تھی بڑی بڑا ہے تم میں کیوں بھی بھی  
کے لائیں اس بند کے پھر میں پڑی تھیں۔

”تماں ہر پے دینے اپنے اس بند کے بارے میں اور کیا تبا  
سکیں گے؟“  
”کچھ بھی نہیں۔ میں نے اسے دیکھا ہیں، شازی کے بیان  
کے مطابق وہ ہم بندروں سے کسی قدر براحتا  
اوہ...“

خان جعل خاموشی سے اُس کی طرف مجھے جاہے تھے۔  
اُس نے تھوڑی دیر بھاگ دی۔ اُس اکاںہنڈے گان کو ہمارے نام  
 بتا سکتے ہیں۔ اُن سے کہہ دیجیے کا مترستھی ہمارے تو سطح علیٰ  
بھروسی دیکھوں گا کہ وہ کون لوگ ہیں؟“

”خلاڑی سے ایسا ہی ہو“  
”میری طرف سے اچانت ہے۔ اُس سر زام لے سکتے  
ہیں، پھر وہ لوگ خود بھولیں گے کہیں جگہ کا تذکرہ نہیں کر  
سکتا۔ لہذا اُس کو بھی اس کا علم نہیں ہو سکتا۔

”بہت بہت تکریز کرنی“  
”اس کے علاوہ اُس اور کوئی خاص واقعہ رونما ہو تو  
مجھے فروض مطلع کیجیے۔ اُفریں نہ ملاؤ۔ وھرے ہوں گا۔ گھر پر  
عدم موجودتی کی صورت میں اُپ اپنا پیغام دیکھا رہا کہ  
میں گے؟“

”بہت بہتر“ خان جعل نے اسکے ہونے کا  
خان جعل وہاں سے بھی نصیحت ہو گئی اُس کی  
طرف جل پڑتے۔ گھر جلتے کو دل نہیں چاہا۔ خانہ انداز  
والوں کو کیا تھا؟ اس سے پہلے ہی وحدتے یا ایسا کام وہ  
اُسے اصل واقعات سے اسکا مردمی سے اخالنگان نے  
دوسرا دن دس بجے کاں کرنے کو کہا۔ ہاتھ اندازی اسی  
اُس سے بھی غفتگو کرنے کا انکاں نہیں تھا۔ دیسے دہ سوچ  
رہے تھے کہ اب کچھ نہ کچھ پوکریتے گا۔ اپنے آس پیچے تو اب  
نے طلب کیے ہوئے کارتوں میں جو گلے کر دیے۔

”بیٹھ ہوئے وہ منٹ ہی نہیں گزرے تھے کہ توں کی  
گھنٹی تھی، انھوں نے بے سرمی سے رسیور اٹھایا۔ دوسرا  
طرف شازی کی آواز آئی تھی۔ یہ دوسروں سے گزرے  
اور آواز نالی دی۔ شازی کو کوئی ریسیور رکھ دیتے کوئہ  
راہ تھا۔ پھر وہ اسے پکارتے ہی رہ گئے۔ شرمند دوسروں  
tron سے سلسہ مقطوع ہو جانے کی آواز آئی تھی اور وہ دن  
پیسے ہوئے کرسی کی پشت گاہ سے گلک گئے تھے۔

کہا۔ ”یہیں خان صاحب ہر سے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے۔“  
دونوں عورتیں اب کس جیل میں منتقل ہی گئیں۔ شایدِ رتل  
فریڈی اور کپڑا ہمیڈ کے علاوہ کمی اور کوئی تعلیم ہو گئی  
دونوں انہیں لے گئے تھے۔ منتقلی کے لیے اور پس احکامات  
کے لئے تھا۔ بیکر سیکرت معاملہ ہے۔“

”یہ تو یہی بھی جانا ہوئ ورنہ کاغذات میں صرف نہیں  
کی جہاں اُن کے نام بھی ہوتے؟“ خان جعل نے بھرائی ہوئی آفائز  
میں کہا۔

”میری سمجھیں نہیں آتا کہ تھامے یہ کیا کروں؟“ دیے  
اپنے بند کے لیے تھی فرس جاہولے سکتے ہوئے اُنیں احکامات  
جاری کر دیتا ہوں؟“

”بہت بہت تکریز کرنی“ جتنا یہیں فرس سے کام تو اس  
وقت چل سکتا ہے جب ہیں اکاںہنڈے گان کے ٹھکانے کا علم  
ہو جائے۔ وہ اتنے دیر معلوم ہوئے ہیں کہ قمی قصر اسٹیلی  
عامکنیں کیں۔ بھیجیں ہیں سے چاہوں اس کا تذکرہ کر سکتا  
ہوئی وہ قطبی محفوظ ہیں۔“

”اس کی طرف سے کوئی شکایت نہیں“ تاک نظر آلات پر دیے  
میرا شورہ یہ کہ تم اس سلسلے میں کرنل فریدی سے  
بات کرو۔“

”میری جان بیچاں نہیں ہے اُن لوگوں سے؟“  
”میں تھارنی خط کھڑک دکون گا“

”بہت بہت تکریز جناب“  
”دی، آئی جی نے سامنے رکھے ہوئے پیڈ پر کچھ لکھنا  
شروع کی تھا اور خان جعل نیز رجھکائے بیٹھے رہتے۔ تھوڑی  
دیر بھاگ دی۔ آئی جی نے اپنے تواریخ فٹ کو ملکوف کر کے  
... اُن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔ ”وہ یوں ہے کا؟“  
”بہت بہت تکریز جناب! اب اجازت دیجیے۔“

”خدا حافظ“ اُس نے اٹھ کر اس سے مصافح کیا۔  
اب اُن کی جیب فریدی کے آفی کی طرف جاری ہی تھی۔  
یہیں اُس نے پہنچا اپنی مومی  
کے بعد بالآخر اس کے رو بروہ و فانیبی تھا تھا دی۔ آئی جی  
کا نوٹ پڑھ کر اس نے ترجم آئیز نظروں سے خان جعل کی طرف  
دیکھا تھا۔

”مجھے بے صافوں ہے کچھی؟ اُس نے کہا۔  
”میں بہت پریشان ہوں کرنل فریدی“

”ڈی، آئی جی کے علاوہ دو اوری“  
”پتا کا گوکر وہ دونوں کوں تھے اور قیدیوں کو اس  
کہاں رکھا گیا ہے؟“  
”لپھر شازی سے بھی ہاتھ دھوکہ شاید وہ تیر و سال  
کی ہے۔“

”تم ایسا نہیں کر سکتے میں تمہیں تلاش کر کے فراز دکون گا“  
”خروش کو شش کرو و تھارے ہی شہریں قمی ہوں اور  
شازی پھر میرے سامنے ہی ہے۔“

”آزمائیں یہی جیل ہے تو قواس پیچی کی جگہ تھے جسے ہی  
یر غمال بنانے کی کوشش کیوں نہیں کی ہو۔ مکنے پہنچ جھوٹ  
بول رہا ہوں، مجھے علم ہو سب باقاعدہ کا“  
”میں تھا ہاں ہوں شازی کو والیں کر دو۔ تب اسی کی معاملے کی  
بات ہے وہ تھی ہے۔“

”اس کی طرف سے بے قدر ہو۔ وہ بہت آرام ہے  
اور اسے کم سے کوئی شکایت نہیں“  
”میں کوشش کروں گا معلومات حاصل کرنے کی“  
”بیں تو پھر شازی کو بھی محفوظ سمجھو۔ کل دس بجے تک  
کی مہلت دی جائی ہے“  
سلطان متعلق ہوئے کی آواز سرکاریوں نے بھی ریپورٹ  
کر دیں پر کہ دیا تھا۔

”تھوڑی دیر بعد ان کی جیب ڈی، آئی جی کے آفس کی  
طرف جاری ہی اور وہ سون رہے تھے کہ اکاںہنڈے گان پت  
پانچ بھر معلوم ہوئے تھے۔ انھیں اس بھاگ دو کا بھی عالم ہو جائے  
گا اور وہ اُن کی طرف سے کی قدر ملکیں، ہو جائیں گے اور شانی  
کو کوئی لٹھیف نہ پہنچائیں گے۔“

خان جعل کا بارہ راست ڈی، آئی جی کا پہنچا اپنی مومی  
بات تھی اُس نے انھیں ہریت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”خیزیت ہی لونیں ہے صنوڑے انھوں نے گلیم آوار  
یں کیا اور اپنی داستان ڈھیرانے لگے۔ ڈی، آئی جی غور  
سے شرمند اور اس کی آنکھوں میں تشویش کے ساتھ  
ہبھے ہوئے جا رہے تھے۔“

”یہ تو بہت بھری خبر سنی تھی“ اُس نے معموم بھیں

"تم بیہن بیٹھو اور عجید کی روپرٹ ریکارڈ کرنی پڑی، اگر  
خود رت ہو وہ فدی آئی، مجھ کے اپنی نصیحت سے باہم قائم گریا؟  
بہت بہتر عناب لا اس نے تھس رنگ کے لش رومنٹ  
پر لفڑ جائے ہو گئے۔

فریدی نے پار گئی شیشے گاہی کاٹی اور ٹھیکنے بی  
کے ذخیری طرف روانہ ہو گئی تھا۔ وہ اپنے اپنی ٹھیکانے  
گرفتاری کا استقبال کیا تھا اور سامنے والی گرسی ٹھوٹا شاہی  
کر کے کہا۔ بیٹھو گئی مزوری کام تو نہیں کر رہے تھے۔

"تیل اوپر وہی ٹکڑا دوسرے کو نہیں آیا تو؟"

"کوال قوی ہے کہ فتح کو ان دونوں سے کیا سر و کار ہو

سکتا ہے؟"

"وہ سکی کے پیے کام کر رہا گا پوکلندہ اپنی لاؤں کی  
بندوں سے جیل سے فرار ہو گا اور فراںوں نے سنبھ کی تو گی تو  
اٹھیں کر لیا ہے۔ اب وہ تیر و یونہ کا ایک ایجنت ہے جسے  
بھروسہ کروہ اس طرز اپنی تینہیں شامل کر رہا ہے۔ میرا  
خیل ہے کہ فتح کو اسی سے بے طلاق ہونی چاہی ہے۔ وہ ان دونوں کو  
کاش کرے ہے تب خود ہیں فرمائیں الگ کوں بندگی جیل کی پھٹ  
پر لفڑتے تو بیوی وہ سن یادوں پر کیا جاتے گا اسے پھر مار کر  
بس گایا جائے گا تو گیل تو نہیں ماری جائے گی؟"

"تمہارا خال دست مل جائے گا۔"

اب بچھے اس پیکنک کی تلاش ہے جس تھے رُدنگی  
کا ٹھیکنہ گھوٹی تھیں یکہ وہ لگ کل شہری ہی تو جو نہیں ہے۔  
ان اٹھوں کی شناخت ہو گئی یا نہیں؟

"نہیں... جاپ، ان کا پوسٹ مارٹ کر دیا یا جسے نیچے

ہی رہ بیکنیکلک شاک..."

"بڑی تیک بولتے ہے؟"

"اور جو کھجور ہی تھا اپنی ششیوں میں تھا؟"

"میں قم کے سی کٹے کا ذریعہ کریا تھا؟"

"میں مل اس کے سطھ میں بھی کسی پر جمع نہ ہوتے اور

ساری احوالات ایک ہی وقت میں ٹوٹیں گے اسی لمحہ کے بعد

"اور اس نئے کام لکھی ہیں مل سکا؟"

"نہیں جناب؟"

"تو ہمچوں کیوں تھیں اسی الجائز رکھنے کے لیے یہ

حرکت ہوئی ہے تاکہ فتح اور ان دونوں کی طرف سے

تمہارا قہنہ ہمارا ہے؟"

"مشرق کے بچے! خود کو قالوں رکھو، وہ دیہت صفت  
سزا دوں گا!"

فون کی ٹھیکی سکریڈی نے رسیور اٹھایا۔ دوسری  
طرف سے گھبہ کی اواز آئی تھی۔ خان بچل گھر سے نکل پکا ہے۔  
اُس کی جب ٹالیر و دپٹر مشرق کی طرف جا رہی ہے تھاہے،  
ورجیس ہی نہیں ہے۔

"تعاقب جاری رکھو! سفری نے کہ: یکا تم میک اپ  
میں ہو۔"

"تھیک ہے کوئی نیتی بات ہو تو مجھے مطلع کر دینا!"

"بہت بہتر!"

فریدی نے رسیور کا ہاتھ تلاک سرخ رنگ والے  
انٹرو منٹ کی ٹھیکی بچے کی۔ دوسری صرف سے ڈی۔ آئی۔ بی۔  
پوچھ دیا ہے تھا: "تم کی لڑکی میں یا نہیں؟"

"میں یا اس کے خلاف ہیں۔" رجوت پتھر کے سامنے ہے تھے میں وہی کرتے  
ہیں تو نہیں جتاب میں بوری طرح تعاوون کر رہا ہوں۔

"ایں وہہت پریشان ہے کیا اس نے تھیں بھی کہاں  
شکریا۔"

"میں میں شاید اپ اس بند کے متعلق میرا خیال جانا  
چاہیے۔"

"میری دانست میں وہ فتح ہی ہو سکتے ہے اور بند کی

کامیں ہی جیل کے فرار ہو گا ان افراد میں بندوں کی  
مکمل سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بند کی کمال جیل

میں ہے۔"

رُونی کا ٹھوں میں جسمکی ہے سوت کا تھک کے لیے  
پھٹکے ہی میتھے کی کھنپیں جیل میں بھی تھیں۔ غایباً اصلیں

ٹھوں کرچکتے ہیں کیا جاتا؟"

"کوئی اس کا مطلب یہ ہوں گے اسٹریکٹ کے اندر بھی کوئی مددگار  
موجو دیتے ہے۔"

اُن کے علاوہ اور کیا ہے جا سکتے ہے؟ ڈی آئی جیسے  
کہا۔ اُنکو وقت ہو تو ہمے آپنے میلے آؤ۔"

بہت بہتر اس نے کہا اور سلسہ متفق ہوئے کی آوار  
سی کو خود بھی رسیور کیلئے پر کھدیدا۔ اس کے بعد اس نے  
لیہی اسٹریکٹ کیا تو طلب کرنے کہا تھا۔

ہاں... وہ بھاگت ہے۔ تم اس کی آوارگی کے ہو۔ اُس نے  
رسیور تیزی کی طرف بڑا ہیسا شاہی نے کافی باتوں سے رسیور  
خالماقا اور بولی۔ ہیلو پاپا۔ میں بالکل سیک ہوں پہنچنی  
کی کوئی بات نہیں ہے۔"

اُس نے پچھا اور سیکھنا تھا ایک بیٹے آدمی نے اُس کے  
ہاتھ سے رسیور جوچٹ لیا۔ شاہی نے بیسی سے جھوٹے آپنی  
کی طرف دیکھا تھا۔

"فہرہ کرو۔ سب سیک ہو جائے گا اس نے تسلی ہی۔

لیا آدمی کہ رہا تھا۔ ایک بار پھر، اُنکے نے عالیے  
کے خلاف ایک قدم بھی اٹھا۔ اونچی کوئی نیتی کے خود دے دار ہو گے؟"

پھر رسیور کو کس نے خاکی سے پوچھا تھا۔ "تمہارا  
بپ کیسا آدمی ہے؟"

"بہت اچھے آدمی ہیں نہ سفارش سنتے ہیں۔ مادر نے  
رشوت لیتے ہیں۔ تھائیں سی و پاپس کر دیتے ہیں۔"

"میرا مطلب ہے جیلات ہیں؟"

"میں نے تو نہیں دیکھا۔ انہوں نے کبھی اپنا کوئی عہد  
توڑا ہو۔"

"یہ بڑی اچھی بات ہے، ورنہ میں عہد شکنوں کو سزا بھی دینا  
جانا ہے؟"

"میرا اخوازوں ہیں۔" شاہی بھجنگا کر جوپی۔

"بہت بڑا آدمی ہوں۔ جب تم ستوسال کی ہو جا فی  
تو تم سے ملنے خوب۔ آؤ گا۔"

اس پار چھوٹے آدمی نے اُس کے ہاتھ پہنچ مارا تھا۔  
وہ اچھل پڑا۔

"اوکتے کے پتے تو ہوش میں ہے یا نہیں؟" لمبا  
آدمی دیڑا۔

"تیزی آدمی کی اولادیں بالکل ہوش میں ہوں اور  
تحبیں آگا کرتا ہوں کیسے اسٹریکٹ کی خلافت کرنے

کی قسم کھلیتی؟"

"حصہ میں بھروسہ اور دیکھتا ہے اس ان فراموش ہے۔"

"یا ربارا حسن کا نام نہیں ملے۔ کسی نے درخواست  
نہیں کی تھی کہ مجھے رہا تھا۔ میں وہاں بہت آرام تھے۔

تحبیں میں سے ساخا چاہبرتا وہ تھا ان لوگوں کا مشعر ہیں ابھی  
ادمیت پاتی ہے۔"

یہیں ختم کر دیکھا۔ تھریں۔ اچھی بات ہے۔ ہی، ایک  
لما تھے لفاف دو اور دوسرے مانند تھے۔ میری تو۔ میری جیسا

غیر ملخ تو نامزد وری ہے اور تم اپنے ماتھوں کو ہی ساختہ نہیں  
لاؤ گے۔ اگر مجھے اس کا شہری ہو گی تو اور کی تھیں زندہ فہریں  
ملے گی۔ اوکے۔ میں اعتماد کرتا ہوں۔ تھا میں بات پر۔ ہاں۔

"تم حیک کہہ رہے ہو۔ اب کہی اپنی استطاعت سے بڑھ  
رخواہیں تھیں کیوں نہیں؟"

"اوپر پول کے وجہ پر جا ہو جوان وہ جا ہوئی؟"

"چار سال بعد بالکل جوان وہ جا ہوئی؟"

"پھر تم کے بوس شروع کر دی۔" جھوٹا آدمی بتا کر بولا۔

"آٹو۔" جھوٹا آدمی سے اچھل کر لگا۔ شاہی بھجنگا

شانزیم تے بلے آدمی کی طرف دیکھا۔ وہ اس طریقہ  
باتھا جیسے تھا جنکی پتھر کی لاف۔ وکراف سے جھوٹا جو پورا ہو۔

"آٹا۔" دیکھوں لئے دم میں بھجوا آدمی اپنے تھہلا

کر بولا۔

"خت احسان فراموش یہو۔ میں نے تھیں رہائی دلانی  
ہے۔ بلے آدمی نے کہا۔

"اویس کے عومن مسلسل میری توہین کے جا رہے ہو۔"

"پادشاہ ہوں جو چاہوں کر رہوں۔"

"وہ متین میں تارے لظر آجائیں گے پادشاہ سلامت؛  
اگر مجھ سے اچھے؟"

"چھوٹ جو۔" چاکے بیوی میں اس بھی کو موجود ہیں جھکڑا

نہیں کرنا چاہتا۔"

شاہی کو اس نئے نئے تھی کی جاتی بر تقبہ ہو رہا  
تھا۔ تھا۔ تھا۔

قون اٹھا کر سلسلہ رکھ رہا تھا۔ تھک دس بھیجے تھے جیسا کہ  
کیے اور ہاؤ تھیں میں بولایہ مان میں پر جوں حیک کیا ہے۔

نہیں ہر ہزار نہیں میں دیکھ کر کوئی باتیں نہیں دیکھو

خان بچل احمدے اسٹریکٹ کی کوشش میں کرو۔ تھا۔

بھی مجھ پر ہائی نہیں ڈال سکتے میں کوئی سٹ پوچھ جو جنم نہیں

ہوں اگر میرا نام میں لوٹ جھیں بھی چکر جائیں۔ لہذا اس بات لو

یہیں ختم کر دیکھا۔ تھریں۔ اچھی بات ہے۔ ہی، ایک  
لما تھے لفاف دو اور دوسرے مانند تھے۔ میری تو۔ میری جیسا

غیر ملخ تو نامزد وری ہے اور تم اپنے ماتھوں کو ہی ساختہ نہیں  
لاؤ گے۔ اگر مجھے اس کا شہری ہو گی تو اور کی تھیں زندہ فہریں  
ملے گی۔ اوکے۔ میں اعتماد کرتا ہوں۔ تھا میں بات پر۔ ہاں۔

ما و نجیبین میں کہا۔ چند لمحے منتظر ہوا، پھر وسری طرف سے خان بیل کی آواز آئی تھی۔

”شکریہ بن صاحب! آپ کے محکمے کی ایک خالون پریے گفتگو کر رہی ہیں“

”یہ بتائیں کہ وہ آپ کو کس کمرے میں ملی تھی؟“

”کراں انداختائیں میں“

”وہاں اور کون تھا؟“

”کوئی بھی نہیں تھا تھا!“

”پھر آپ نے معلومات کس طرح پہنچائی؟“

”عین وقت پر اس نے مطلع کیا تھا کہ لفاف پر کارڈنلر“

”انداختائیں لکھ کر رائے بھول کے کاوش کر کر کھو لے دوں“

”اوہ... بتی تو بعاافت ہے نا؟“

”تھاں ان آپ کا بہت بہت شکریہ! الگ آپ کا تعاون حاصل نہ ہوتا لوڑ جانے کیا ہوتا؟“

”تو یہ بات نہیں! فریدی نے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا کاوش کر کر اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔“

”کہاں ہے وہ لفاف جو انداختائیں تھے کیا دیا گی تھا؟“

فریدی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی... میں نے کی بورڈ پر لگایا تھا اُس نے مرنکر پورڈ کی طرف دیکھتے ہوئے گئا۔“

خود فریدی بھی بیزی سے کی لوڑ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

انداختائیں تھر کے نیچے ایک لفاف لگا ہوا نظر آیا جس پر خود اُسی کا

نام تابٹ کیا ہوا تھا۔

”یہ مریرے نام ہے۔ اسے کہا یہ!“ اُس نے گلکے سے کہا۔

کلک کے نے لفاف کا تھا اور نام پڑھتے ہی لفاف فریدی کی طرف بڑھا دیا تھا۔ کیا یہاں اُس کا خط لفاف سے بدل دیا اتھا۔

اُس نے خط پر نظر دالی۔

”کرنل فریدی اتحاد سے کوئی کے دن ختم ہوئے، لگزیرت چلتے ہو تو اُس جگہ کا تباہ دوچھال دلوں بڑی عورتی رکھی تھیں۔ ان کی رملی کا کام مجھے ہونا آیا ہے اور قم اچھی طرح جانتے ہو کوئی بھرپور باقاعدہ نہیں دال سکو گے!“

اُس نے خط پر حکم کر دیا تو اس میں اور خط کو جیب میں رکھتا ہوا ایک طرف پڑھا۔

”کافی تو خنددی ہو گئی ہے جناب! یہ بھرپور ہے۔“

”انداختائیں تھر کی ملاشی کے لیے مجھے سرچ وارنٹ حاصل

”ہوسکتے ہے جناب! میں نے اٹھیں تھیں دیکھا۔ مگر“

”بے کسی کمرے میں یہ معاہدوں پر بیل تو میں اسی سے مل بیٹھا ہوں۔“

”اگر وہ پھر نظر آئیں تو اس نے پر مطلع کر دیں!“ فریدی تھا پناکارڈوں دیتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر جناب! اُس نے کارڈ دیکھ لیا جس میں رکھ لیا تھا اور بولا تھا!“ اور کوئی خدمت جناب!“

”نہیں! اس جاؤ شکریہ یہیں یہ بات ہم دونوں ہی کی حد تک رہے گی اور بعض خاطر شر!“ امام بھی ملے گا!“

”میں بھائیوں جناب! مسکلہ یا تھا۔“

”اس کے چلے جانے کے بعد مجندر دھکائی دیا۔ اپنی ملکانی میں فریدی کے لیے کافی لایا تھا۔“

”آپ بھی تو بیٹھے!“

”جی... جی! ملک شکریہ!“

”اچ کل آپ کے پیار فلو رو شو ہوئیں ہو رہا!“

”نہیں! جناب! یہ چکری کی ختم کر دیا بڑا ہمگامہ ہوتا تھا!“

”ہمگامہ؟ میں نہیں سمجھا!“

”کوئی پسندہ دن پہلے کی بات ہے کہ ایک قتل ہوتے ہوئے رہ گی!“

”وہ کہیں طرح؟“

”ایک مقامی رقصانی! اس کے ساتھ ہے جھیڑ پا چلے یہ پھر کیا تھا!“

”بیویو!“ اس پر لٹ پڑے۔ بُری طرح زخمی ہو گیا تھا۔

”کیا وہ بہت لمبا اور جنیوں جی شکل والا تھا؟“

”جی! نہیں! او...“ بیخ پھنس پڑا۔ بیخ غصہ ہو کر بولا۔

”معاف فرمائیے!“ مجھے وہ دونوں یاد آگئے تھے“

”کون دونوں؟“

”ایک یہ حدیبا تھا اور دوسرا تھا! چھوٹا۔ غالباً یہے آدمی کی شکل چینیوں میں تھی!“

”کس تھر کے کمرے میں مقیم تھے؟“

”انداختائیں نہیں غالباً، شاید انھوں نے وہ کمرا بھی تھکھوڑا!“

”ولیم ایک فون کال کرنا چاہتا ہوں!“

”ضرور... ضرور...“ فریدی کا فون پر آیا۔ خان جگل کے گھر کے نیڑاں کیے۔

”خان بیل کو بلائے گا!“ فریدی بول رہا ہوں!“ اُس نے

ٹھکانے آجائے گی!“

”بیٹی! آپ ہی کی طرف سے ہلاکت چاہتی تھی!“

”بہو! ہمیں بھی بھی سمجھا تھا!“

”فون کی ٹھنڈی پھریتی اور فریدی نے رسیور اٹھایا۔“

”دوسری طرف سے حیدر ہی کی آواز آتی تھی۔“ وہ اپنی الٹی سمتی

ہوٹل سے باہر آیا۔ اور اس نے پیشہ رکھا ہے تو

”ٹھیک ہے اسے گھر بہ پہنچا کر پہنچا کر اپس آجائو!“

”خود لوٹو ہر کروں یا نہیں؟“

”ہرگز نہیں!“

”اوکے قادر!“

”فریدی نے رسیور کھر کر ریخاٹ کے لیے تم تھوڑی دیر

بعد خان بیل کے طریقی جانا اور اس کی لڑکی میں معلومات

حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ اخوند گان کے محلے ضرور

لوٹ کرنا!“

”بہت بہتر جناب!“

وہ چل گئی اور فریدی نے ذمی آئی۔ جی کی بازیابی

کی اطلاع دے کر اپنی میں کی درا متفقہ کی اور سحر افسنے نے کل ایسا

تھوڑی جی بہو اس کی گاڑی رائیے ہوئی کی طرف جاری پیغام

”جی! نہیں!“

”ہو سکتا ہے، تھوڑی دیر بعد میں پھر میں طلب کروں!“

”بہت بہتر میں داصل ایک شکایت لے کر آپ

کے پاس آئی تھی!“

”کہو گیا بات ہے؟“

”حیدر صاحب نے پھر اس مولے جسے کوئی نہیں کیا تھا“

لگادیا ہے۔ کل وہ ایک ترک پر دھانی موچے لاد کر میرے

گھر پہنچا تھا!

”کوئی خاص بات نہیں۔ بارہا ایسے حالات سے گزر چکا

ہوں“ فریدی بولہ

”تم چال کی بیوی کے پاس آئی تھا!“

”تھاں کی جیزی بھی نہیں تھا!“

”بہت بہتر جناب!“ فریدی اپنی اٹھاں پر طبع مردیا!“

”وہا پتے اپنی بھی نہیں تھے!“

”اپ کو قوت کرنے والی تھی!“

”کوئی خاص بات?“

”خان بیل ابی بھی رائیے ہوئے ہوں میں داخل ہوا ہے تھا۔“

پس کے ساتھ لوٹو اسے اسکے پیشے ہو گئے۔

کروہ باہر ہی شہر استخار کریں یا خود بھی اندر تشریف لے جائیں“

”کیا تم ہے وہ لد آن کر رکھا ہے؟“

”جی، بھل!“

لاؤ رسیور میں جمعیت دہیلیو... مل... نہیں! تم باہر ہی شہر۔

رسیور کیلیں پر رکھ کر وہ ریخاٹ طرف مڑا۔

”کیا تم کوئی خاص کام کر رہی ہو؟“

”جی! نہیں!“

”بہت بہتر میں داصل ایک شکایت لے کر آپ

کے پاس آئی تھی!“

”لے کر جائیں!“

”خوبی تو ہے!“

”پس اس کے ساتھ ایک بہت لمبا آدمی بھی تھا جس کا نام تھا!“

”میری بھی نہیں!“

”میری بھی نہیں!“

”اویا...“

وہ خاموش کھڑا رہا۔ فریدی اُس کی آنکھوں پر

دیکھتا ہوا لولا! آج پیاس ایک مغوری کی بازیابی ہوئی ہے

اور معاوضہ کرنے کی قسم دنوں سے مغلیقی تھی۔

ہی کسی دن اسے پیڑا اور دو قین دن کے لیے بند کر داد دعویٰ

گرنا پڑے گا؟

"اصولِ توبیہ ہونا چاہیے کرتل صاحب، آگر وہ دونوں  
بامنابط طور پر معلوم ہیں؟"

"ٹھیک ہے" فریدی نے کپتا خواہ اور پھر کافنٹری طرف  
بڑھ گئی تھا، آجھے ٹھنڈے کے اندر سرخ وارث آگئا تھا  
تمید ہی لیا تھا اور ریکھا ہی وہ اگنی می۔ اس نے بھی ایک  
بنے اور ایک منحصر سے اسی کی کمائی سنتانی تھی اور یہی بتایا تھا  
کہ دونوں کے درمیان ہر وقت جھنڈا ہوتا تھا۔

کمرے کا قفل کو لایا۔ وہاں ایک ناٹس رائٹر کے علاوہ  
اور کچھی نہیں تھا فریدی نے اپنے ٹھنڈے کے فنگر میں سیکش  
کے لوٹوں کو یہی طب کر لیا تھا۔ اخونے انگلیوں کے شناث  
کی ملٹش بھی شروع کر دی تھی۔

ٹھانٹ فریدی نے اس کا کوئی جواب دینے کی بجائے کہا  
تھا: "تم بہت زیادہ محاط رہنا۔ خانِ جمل نے ہم دونوں ہی کا  
نام لیا ہوا۔"

"مجھے اپ کی نکستاری ہے" فریدی کے ہوتے ہوئے تھے اور نگاہ وندھا میں  
کیلی ہیں مل کر آئے۔ دروازے سے نیٹ ڈھوان باہر نکل  
رہا تھا۔

"فیریگیا اسٹیشن کو قون کر دو" فریدی نے رو سے بیجا۔  
گلداری میں بیچنے والے کچھ فلک سی رزمی ہو گئے تھے۔  
دھماکے سے پوری غمارت میں کھلی بڑنی تھی اور بیجروں کا  
ہوا درھرے اور فول اور فلکی لاش قریب پی پڑی ہوئی تھی۔

فریدی نے اسے کہنے سنتا ہیں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا  
کوئی چکر ہے اور زندہ حضرت ہیاں کوں اشرفت لاتے؟

حیدر قاسم بریگڈ کو قون کر کے واپس آیا تو دھرہ مان  
ہو چکا تھا اور فول اور فلکی لاش قریب پی پڑی ہوئی تھی۔

فریدی خالی ظروف سے لاش کی طرف دیکھ جا

رہا تھا۔

"گیا یہ مناسب تھا؟" حیدر آہست سے بولا۔  
"بس اوقات الیا بھی ہوتا ہے۔ سب کچھ سٹک کی...

تو قوات کے میں ملٹانی ہو ہے" وہ بے چارہ مفت میں مارا گیا۔

"میں نے پہلے ہی کہ دیا تھا کی جیز کو ہاتھ نگائے بغیر کام  
کیا جائے" خالی بھی بورڈ پر اس کا ہاتھ پڑ گیا تھا۔

"تھاں نہیں نہیں دیکھا تھا" تھا۔

لاش اُنھوں جا تکے بعد وہاں سے رواٹی ہوئی تھی فریدی  
کے چہرے پر کچھ عجیب سے آمازتے تھیں میں تشویش بچا بہت

نہامت سب تی کی پرچمیں تھیں۔ حمید اسی گاڑی میں تھاں  
کی گاڑی ریش کے گیا تھا۔

"اب کیا خیال ہے؟" حمید نے پوچھا۔

"بیل کے اندر ہی کوئی مددگار ضرور ہو گا"

"کٹریکٹر ہے ہی اس کا سڑاگ بھی مل کے گا"

"تو اپ جانتے ہیں کہ وہ دونوں اب کہاں سے جانی  
میں ہیں" حمید نے کہا۔

یکنہ فریدی نے اس کا کوئی جواب دینے کی بجائے کہا  
تھا: "تم بہت زیادہ محاط رہنا۔ خانِ جمل نے ہم دونوں ہی کا

نام لیا ہوا۔"

"مجھے اپ کی نکستاری ہے" فریدی کے ہوتے ہوئے تھے اور نگاہ وندھا میں  
نظر اندازی کر دیجیے ہیں پہاڑا ہوں کہ کام منڈک کی لوقعت

کے ملابق سہو" سوچ تویں سی ہی رہا تھا کیونکہ رانی رائٹھاں کے  
بعد میسر اڑک کٹریکٹر کی طرف ہو چکا تھا۔

اندازہ ہو گا"

"بس پھر گول کیجیے۔ کسی اور وقت کے یہی انہار کیجیے"

"محماز مطلب یہ ہے کہ ماں تھر کا ناقہ پر ماں تھر کو بچوں جاؤ؟"  
نہیں میرے سر پر ماں تھر کو گھر کر شیخ چاہیے۔ کیا میں آن

کل آپ کو تین ٹیکیں ساہنیں لگ رہا"

"لگ تو رہے ہو گیا تھا کہیں کہیں ہے؟" کوئی نہیں ڈالتی؟  
پسند آہنی ہے یعنی وہ میں نہیں ڈالتی؟

"تمہارے یہیں آنے ہوں گے" مجھ سے تیار گھلام لوگ آتھے ہیں جھکے میں سنتا ہے  
آپ یقینی طبق حضرتی کوایمنی ماتھی میں یعنی کالادہ رکھتے ہیں۔

"کفر کر دیجیں نے آج ہم کوئی اسٹیونیں رکھی۔ رہ  
تھی ریکھا تو وہ بے حد گھاٹ ہے"

"روحی ہنری بی کے چکر میں ہے"



”تم نے یہ بھی سننا ہوا کہ اتنے کل ایک تا معلوم صنوجی یہ رہ تین کے کوئی دھکر نکالا ہے“  
”ملن ملن کسی نے اعلان کیے ہیں وہ سیدہ ملار پر پہنچا دیا ہے“  
”ان اموات کا تعلق اسی سیدے سے ہے اور وہ لمگرہ کی پیاریں ہیں کسی جگہ سے کنزفول کی جا رہے ہیں نے کہا“  
”تمن آگاہ کروں“  
”اس جہریانی کا بہت پست خوبی یہ فریدی نے فرمزی  
یہیں کہا۔  
”کوئی قبر اسے یا عورت سنگ ہی کو دیکھ کر دیکھی اور تو زندگی نے تو اوزیں دینے لئے اسے کہا ہے“  
”بھی صاحب، اوپری صاحب؟“  
”یا ان کے لیے کسی دُورافتادہ حقے میں جلا گیا تھا۔  
سنگ ہی تجھیں کر قیچوں کو کایاں دے رہا تھا جو تو  
خواستاں کو اسی طرف جھیٹتا ہے تو اسی میں سے چھلی رکھی  
وصول کروں گی۔ حرامی کے پلے“  
”فچ کا تھا حصہ بیٹا ہوا پڑھ رہا ایک روشنداں سے جھانک  
رہا تھا اس نے سنگ کو متوجہ کر کے بیٹا ہیں نے کہا۔ اسی  
کیون نے جلوں کو انکم ہفتہ بھر تو جل سکے“  
”کھول دے دروانہ اور نہ بڑی طریق پیش آؤں گا“  
”عورت نے اس کا بازو و کیڈیا تھا اور جکلوے دے دے کر  
کہہ رہی تھی۔ ”نکال بیری رقم، درہ درد مروڑوں گی“  
”ادھار کرنے کا بھی انجام ہتا ہے“ فچ نے اپرے سے  
ہاتھ لگانے۔  
اب و دونوں ایک دوسرے کو مار لوزر پس تھے۔  
دفعہ کرنے میں انھیں چھانیا شاید فچ نے ہیں کوئی آف کر دیا تھا۔

فریدی خشک لیجھ میں بولا۔  
”یاں تو میں کہہ رہا تھا کہ وہ ایک نہر بلا سیارہ میں دُنیا  
کے کسی حصے میں بھی اس کے تو سطھے ویباں بیٹھتے کیتی ہیں۔  
یہ لوگ جب بھی چاہتے ہیں اسی سیاست کے تو سطھے دوسرے  
سیاروں کے الات پیغام رسائی بیکار کر دیتے ہیں۔ اس  
طریق دنیا کے بعض حصوں میں ٹوفان کی اندرکی اطلاعات  
روکی جائیں گے اور تباہیوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔  
”تمہیں یقین ہے کہ اسے رام نگہدہ ہی سے کنزفول کیا  
جاتا ہے“  
”یقین من تھا تو تمہیں اطلاع گیوں دیتا“  
”یہی تو مکن ہے کہ یہ شخص فرید بی ہو مجھے اس پر  
میں ڈال لکن دلوں عوراقوں کو نکال لے جاؤ“

عورت کرنے میں داخل ہوئی تھی لیکن وہ محنتی تھی اتنی بھی  
تھی سمجھ اس شدم کے مقابل ایک تھیری دیساں لئے رکھ کر  
دروازہ آوات کے ساتھ بند پوچا اور دوسری طرف سے پوڑ  
کر دیا گیا۔

”لیکن قبر اسے یا عورت سنگ ہی کو دیکھ کر دیکھی  
اوڑ تو زندگی نے تو اوزیں دینے لئے اسے کہا ہے“  
”بھی صاحب، اوپری صاحب؟“  
”یا ان کے لیے کسی دُورافتادہ حقے میں جلا گیا تھا۔  
سنگ ہی تجھیں کر قیچوں کو کایاں دے رہا تھا جو تو  
خواستاں کو اسی طرف جھیٹتا ہے تو اسی میں سے چھلی رکھی  
وصول کروں گی۔ حرامی کے پلے“  
”فچ کا تھا حصہ بیٹا ہوا پڑھ رہا ایک روشنداں سے جھانک  
رہا تھا اس نے سنگ کو متوجہ کر کے بیٹا ہیں نے کہا۔ اسی  
کیون نے جلوں کو انکم ہفتہ بھر تو جل سکے“  
”کھول دے دروانہ اور نہ بڑی طریق پیش آؤں گا“  
”عورت نے اس کا بازو و کیڈیا تھا اور جکلوے دے دے کر  
کہہ رہی تھی۔ ”نکال بیری رقم، درہ درد مروڑوں گی“  
”ادھار کرنے کا بھی انجام ہتا ہے“ فچ نے اپرے سے  
ہاتھ لگانے۔

”یہی طریق سمجھتا ہوں“  
”کوئی اگر تم بھر سے سنگ کے بارے میں پچھو تو یہ گزینی  
گوشنہ غافیت سمجھ کر پڑا ہے، لیکن زر و دین والوں نے مجھ رہا  
کر لیا ہے تو تم اب حان ہی گئے ہو گئے کریوں...“  
”یہیں جب بھی چاہتا ہیں فراہ ہو سکتا تھا اسے“  
”کوئی کیوں نہ کر سمجھتا ہوں“  
”کوئی اس سے مجاہدے کا احترام کرنا ہی پڑے گا مجھی سے“  
”یہیں جب بھی چاہتا ہے“  
”شکریہ کرنل فریدی! تمہیں با اصول آدمی ہو اور تمہارا  
فون ٹیکری ہی نہیں ذکر کوئے“  
”خان گل و لے سماں میں اس کا تھیری بھی ہو چکا ہے“  
”فریدی خشک لیجھ میں بولا۔

”یاں تو میں کہہ رہا تھا کہ وہ ایک نہر بلا سیارہ میں دُنیا  
کے کسی حصے میں بھی اس کے تو سطھے ویباں بیٹھتے کیتی ہیں۔  
یہ لوگ جب بھی چاہتے ہیں اسی سیاست کے تو سطھے دوسرے  
سیاروں کے الات پیغام رسائی بیکار کر دیتے ہیں۔ اس  
طریق دنیا کے بعض حصوں میں ٹوفان کی اندرکی اطلاعات  
روکی جائیں گے اور تباہیوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔  
”تمہیں یقین ہے کہ اسے رام نگہدہ ہی سے کنزفول کیا  
جاتا ہے“  
”یقین من تھا تو تمہیں اطلاع گیوں دیتا“  
”یہی تو مکن ہے کہ یہ شخص فرید بی ہو مجھے اس پر  
میں ڈال لکن دلوں عوراقوں کو نکال لے جاؤ“

”اچھا۔ اچھا۔ میں جیلا خشم کروں اس بھری دیواریں سرف  
پس بی جائیں ہوں“  
”تم میک اپ کے پیغمبر اس بالاریں قدم بھی نہیں رکھ سکتے۔  
فریدی کے سارے بیاس اسے تھیں وہیں تلاش کر رہے ہوں گے“  
”یہی سیکھی ہے“  
”اسی لیے مجھے تھا جانے دو“  
”اور گریا تم اپنے قدیم جسم سے نہیں بچا لے جا فرگے؟“  
”ابی تم دکھر ہیں اونکے کیڑا کسی طرح بھی قدم کے نہیں  
ہے۔ فچ نے کہا۔ اور دوسرے کمرے میں چالا یا سنگ بیٹھا  
لوقل سے غسل کر تارہ۔  
آدمی کے سختی پر ایک شیر ملکی ہی کمرے میں  
داخل ہوا اور سنگ اچھل پا۔  
”گھر اپنی پیارے اسی فچ ہوں اور لارا یوں پر جیل  
رہا ہوں۔ تم بیری رفقاری کی قدم کافر نیز پا گئے۔ دوسری  
سکن ہوں اور چلا گئیں جی کا سکا ہوں۔ یہ دیکھو۔“ بھروس  
نے فچ کی جھلک کو دشروع کر دی تھی اور قصی یہ نہیں معلوم  
ہوتا تھا وہ صفتیں نہیں ہیں۔  
”یاں مل ٹھیک ہے۔ میکن آئی بیری مدد و توفیق  
حاصل کر سکتے ہوں“  
”یہی شرطیہ ہے۔ وہ تمہاری ہی عمری ہو گئی فچ جوڑا  
والے انداز میں بولا۔  
سنگ نے اسے قہراً دو نظروں سے دیکھا تھا بھر سیجل  
گربولاً میں مبتولو...“  
”اچھی بات ہے۔ میں جارہا ہوں تمہارے بیوں“  
”اڑظام کرنے“  
”یہی بھی چلوں گا“  
”تمہیں تو بھی انیں“  
”میں دو رکھڑے ہوں گا“  
”میں پر احمد نہیں ہے“  
”ہے تو۔ میکن تم مجھے کم حرامی نہیں ہو“  
”اے شفٹ اپ۔ مجھے علم ہے کہ میرے مال باپ  
کون تھے؟“  
”شادی ہی تو نہیں تھی ان کی“  
”شادی ہی تو نہیں تھا اس کا“  
”اتھے ہی بڑے پیدا ہوئے ہوئے“  
”بگواس بنڈک وہندہ مشرپلات سید کنول گا“

"اس پریس نشہ ہونے کے بعد غور کروں گا"  
وہ محسوس کر رہا تھا جیسے سچ مج نشہ ہو رہا۔ ابھی  
آدھا ہی کلاس پیا تھا۔ وہ گلاس کو چھرے کے پار پڑا اپنے کھونے کی  
کیا جھٹپاتیں تیرہ ہیں؟ خفیٰ نے پوچھا۔  
"تایاں تو... بی... مل... مل۔ سنابیں داد خود پر قابو پان  
کی کوشش رکھتا تو بالہ لیکن دہن اہستہست تاریکوں میں دوبتا  
چلا جا رہا تھا۔ پھر اسے ہوش نہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا تھا۔  
دوبارہ انکھی کھنکی وفا کم چاہنگاریا جو اس کی طرف اس  
طرح دکھنے جا رہا تھا۔ جیسے اس کی موت کا منتظر ہو۔  
"لائے تم تو پھر جندہ ہو فتنے؟"  
"کیا مطلب؟ حمد بولو کھلارا اٹھیجا ہے کہ کہاں ہیں؟"  
"اپستال میں، ملے شرم نہیں آئی خراب پینتے ہیں"  
"کیوں بکواس کرتے ہو؟"  
"یہ نے خود دیکھا تھا۔ پیٹ پیٹے گرتے ہوئے؟"  
"ابے وہ الام جوں بخٹا؟"  
"کھیں جوں تھاریں قی اور قواؤ بنان۔ لوٹنیا می تو  
پا غل ہوئے۔ ملے قہتے ہیں خراب نہیں بنتا۔ کیسے مجھے سے  
آفٹ ہوئے تھے۔ میں دوڑ قردا آتا تو پھلوادیے گئے ہوئے  
قی لندے نالے میں؟"  
"پوری بات تباو؟"  
"تم گرسے تو میں تمہاری طرف دوڑتا اور وہ سالی  
پچپ چاپ کی طرف کھلکھل گئی تھی۔ تھیں اسکا لئے کھڑکی کی  
طرف لے جا رہا تھا اک ایک شریفت آدمی مل غیرہنہ لے گا  
اپستال سے جلو گئی کل بری نہری خراب بن سی ہے جوئی  
کر بے ہوش ہو اسی مسئلے کچھو پھر وہ مجھے اور عصی اپنے  
رُکن والپس لیا تھا اور میں میں ٹھٹھے سے تمہاری حوت  
انجبار قردا تھا۔"

"اگر کسی اور کالی پر لائے تھے تو یہ ہرگز اپستال نہیں پوچھتا"  
"مان ملں تمہاری کھالا لیکا کاٹھری ہے؟ فائدہ اپنے کا کر رہا۔  
"اچھا الیہ اپستال پے تو مجھے اب گھرے جلو؟"  
"جلو اٹھو۔ میری تفری براہ قدری؟"  
"قاسم نے اٹھ کر درازہ ہونوں چاہا تھا۔ ایک شاید وہ  
بہرے بولٹ کر دیا گیا تھا وہ تھیران اندازیں پلیں جھپکا ہوئے  
حمد کی طرف رکڑا۔  
"کیا ہوا؟" حمید نے پوچھا۔

"منگوائے دیتا ہوں؟"  
"ہبیں کاٹھنے پر جو تم گیا ہو گے؟"  
"میں سینچی رات کو شراب نہیں پیتا؟"  
"تم بخوا کرتے ہو میرے سے پیٹے ہی نہ ہو گے بہاں  
کے جدید ترین لفکی بیٹے حدقدامت پسندیں ہیں۔"  
"پلبو ہی ہی؟"  
"اسی نے آن تک کسی لڑکی نے منہ نہ کیا ہو گا؟"  
"تم تو شنیدنگاری ہو؟"  
"تمہارے ساتھ وہ دوسرا آدمی یہ صدائیں رکھتا تھا۔"  
"بے حد خطناک ہی ہے؟"  
"بیت نہ بنا جو کافنزکی طرف۔ میں پیٹ پیٹا ہیں۔"  
"چلو... چلو..."  
وہ دونوں کاٹھر کے قریب پہنچے تھے اور حیرتے  
اس کے لیے اور بن طب کی اور اپنے لیے الام بخوس بخوا یا تھا۔  
"مجھے تھا لانک ہبت پسند ہے؟"  
"کیا اچھا ہے میرے لانک میں؟"  
"ہبت سیدھے سادے لوگ ہوتے ہیں۔ مغلص اور کام  
آنے والے؟"  
"میرا خالی پے کہیں بھی کام آچکا ہوں؟"  
فینی اسے غورے دکھتے تھی تھی، مگر کچھ بولنے نہیں تھا۔  
خوبی دیر بعد اس کے ملھیں بوجن کا گلاس تھا اور حمید  
الام بخوس کی خلیاں سے رہ تھا۔  
"تم نے ابھی اب اپنا نام نہیں تایا؟"  
"ساج چمیدی؟"  
"کیا کرتے ہو؟"  
"بھک جاتا ہوں؟"  
"مجھے سیما کرد ڈھکاوی؟"  
"ذرا لام بخوس کا ناشہ ہونے دو؟"  
"کتنا پچھیں ہیوں کتی ہیں؟ تم لوگ تو حرم رکھتے ہو؟"  
"بیوی ایک بھی نہیں ہے لیکن دین بخون کا بپ ہوں؟"  
"بیوی کے لفڑی بھی کہاں سے آئے؟"  
"خود جتھے ہیں۔ کیا تھیں کوئی اختراض ہے؟"  
"بکواس بھی اچھی خاصی کر لیتے ہو۔ مجھے دوست کرو گے"  
"تو اور کیا اب تک دُشمنی کر رہا ہوں؟"  
"میرا مطلب ہے کہم اچھے خاصے دوست بن سکتے ہیں۔"

اور فتنے کی گفتگو ہر اٹی۔  
"ڈبل شاست" یا "جیہد کراٹا۔"  
"سینچی سے سوچو جو کمکی پر نہ رہی نہیں کر سکتے اٹھا ہیں  
لئے ملی ہے اور ظاہر کرنے پر اس زریعے پر روشنی والی ہی  
پڑے گی جس سے اطلاع یہمکب ہی ہے۔  
"واقع ای جھن کی بات ہے؟" یہمکب تشویش لہجے میں بولا۔  
فریضی بالکل خاموش ہو گیا تھا۔  
منقطع ہونے کی اواز آئی اور اس نے طویل سانس لے گریجوہ  
کر دیں پر کہ دیبا پھر اسکر کھارا نگانے کا چاہا۔ اگر خرچ سیخ  
سے تو سچ جی تباہ گئی ہو سکتی ہے پچھلے دنوں سی ٹکوں نے  
اعلان کیا تھا کسی اعلان کے بغیر ایک سیدارہ ملار پیچھا  
ہے، مگر کس نے ہے کہ ایزیر ولید واسے اس حد تک پہنچنے  
ظاہر ہے کہ وہ سیارہ اسی بخوبی نے جھوڑا ہوا۔ کتابی قہقہے  
اے اطلاع دی ہے، اگر وہ لام ٹھکھے کرنا کر لیا جائے ہے  
اور قیادی کسی ٹک کے سے ڈھکت کر لیا تو خود اس کی گوت  
کی کیا پیونیں ہوئیں، البتہ ہمارے ہی تک دیا گیا کاظمہ جو چھینگی  
تو خود ہم کی طرح کی امامدے حرم وہ جو اسی میں گھرا لیک  
بھی دوست نہ رہ جائے گا، تو پھر کہ کیا جائے گا۔ اس حد تک  
اطلاع کا ذریعہ ایسا تھا کہ اسے ظاہر ہی نہیں کیا جا سکتے تھا جو کہ  
قبل اعتماد دینے ہیں تھا۔  
وہ اچھے کر لئے کچھ بھروسے نے توں پر اپنے ہی بخوبی دل کر  
کے شلیل حمید کو بھی جگانا چاہتا تھا اسی بازداری کرنے کے بعد اس  
کے چھینگی کی تھی تو یہی اسی اواز سُنی تھی۔  
"اٹھ جاؤ" فریضی نے ماتحتیں میں کہا۔  
"ایسی دوہی تو مجھے ہیں؟"  
"اُن حمک کوئی لڑکی میں نہیں"  
"پر وامت کو دیں کہیں میں آجائو"  
"بہت پرختہ غالب"  
آدم خور"  
"تھی تو پھر دو سب کر کھڑی ہو جاؤ کہیں مجھے بھوک  
نہ لگ آئے"  
"اب اسے جیا لے سکی ہیں لئے؟"  
"میری ہم قس بنانے کر فی؟"  
"نہیں پیٹھے تھوڑی سی پیٹا چاہتی تھوں"  
"کون سی پیٹی ہو؟"  
"ڈبل بیک بولیں؟"  
فریضی اسے چند لمحے تیر نظروں سے دیکھا رہا۔ پھر اپنی

”نمی سے کس رہا ہوں مجھے لوٹاں گیا“  
”سید جی طرح بتا دو، ورنہ جامہ ہیں بچاؤ گیا“  
”تم بھی طرح جاتے ہو کر وہ بعض حاملات میں کی پڑھی  
اعتماد ہیں کرتے“  
”جاتا ہوں اسی لیکم سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ دعویٰ کیا ہے  
کچھی ہیں“

”لینگن کر فیض یہ بھی نہیں جاذب کہ کہاں نکھے ہیں؟“  
”علی الصبح امر پورت پر دیکھا گیا تھا“  
”تب تو پھر ٹھلات کا آسمانی سے پتاںک مکن ہے“  
”وہ اپنے فن سیطر پر کہیں گیا ہے“  
”تب قونیہ دوڑھ دوڑھتے ہوں گے۔ جلد ہی واپس آ جائیں گے“

”ایجھی بات ہے۔ اس کی والپی ہیرے سے جہاں رہو گے“  
”میں تو ہیں رہوں گا“ قائم دھڑکا بواہ کھڑا ہو گی۔  
”یعنی رہو، ورنہ جو چھوڑے اُڑ جائیں گے وہ سنگ ہی نے  
اسٹین گن کی طرف شارہ کیا۔

”قائم ایٹھ جاؤ، لے جید بولا۔“  
”تمارے حق تھے سے پہنچ جانا ہوں گیر بھوٹ“  
”ناجھی کے سر کی پائی کی فگے“ سمنگ ہی نہیں کہا۔  
”یا اپنی بھی ایسے مزار فرمائے ہوں اکھڑا ہوں گا“  
”پہنچ جید بابت مکن فریدی نہ مل جائے تم یہی قدری  
ہو گے“

”میں نے تو کچھی نہیں قیامیجھے جلتے دو“ قائم عباری  
سے بول پڑا۔  
”سوال ہی نہیں پیدا ہوتا“  
”تو پھر مرے خالی کا انعام کرو“  
”ایک مرغ کی قیمت دس بڑا ہے بھسے کی سالم ران ہیں  
ہزاریں ملے گئے“

”ایتی رفقوں پیچرہ ملے ہے“  
”کر بیڑ کا دھنے تھاری جبیں... اور یہ قلم ہے  
کہ اس کا ذہن میں تھارے یا جا لا کھجھ ہیں“  
”فلٹ... قائم مکن کی کارپنسا چار لائیں یا اسی ہمارا“  
”ابن اور جب بگ پیارا رہو گئے اسی ریت پر کھانا ملے گا۔  
سلپ بھجو اماں ہوں اس پر دستخط کرو۔ کھانا حاضر کر دیا جائے“  
”قائم رفقوں کی طرح مذکور چالے پیٹھارا۔“

بے بوئی ہوئے ہی بھاک یوں ضری ہوئی تھی؟  
”تمھیں اچھی طرح یاد ہے کہیے گئے گئے ہی تھی وہاں  
سے چھی ٹھی تھی“ جید بولا۔  
”پہلی نہ جاتی تو یہاں ہیں پڑے رہ جاتے“  
”کیا مطلب؟“

”اسکے میں اس پہلے جاتا قم جملے میرے ٹھیکھے برے“  
”ایتی بیدردی کا منظا ہر و نکروں میں فحرا دوست ہوں“  
”یہ سامنے ہیرے دوست میں جرا شکل دینا“  
”ایسا گل دوست ہے ہیں تو یہاں کیوں یا جاتے ہو؟“  
”تمھارا پیش کراؤں غا... قصہ ہم تو جانے سائے...  
آن ادھر دھرنے پڑے جا رہے ہیں۔ بلکن ادھر دھرنے پکتے  
چاہے ہیں“

”بات تو محتقول ہے“ محید ٹھنڈی سانس کے گربولا۔  
”خواری ہے بیدر و رازہ گھلا اور سنگ ہی کمرے میں  
داخل ہو گھاٹا اس کے تیچھیاں ادمی اور تجاں جس کے ہاتھ  
میں اسٹین گن ہی۔

”ارسے یہ تو ہی ہے۔ سلا مچھر کی اولاد۔ کیا ہم ہے،  
چنگ کچی یا تامہ بھلاکا کر اٹھنا ہو ابولا۔“  
”سنگ ہی! سانگ سکلا یا تھا اور اس کے تھے والا  
آدن ایسی پوریش میں اکھڑا ہوا تاکہ دونوں اسٹین گن کی  
زور پر ہے۔

”اس کے پارے سخت... یہ تو ہو“ محید نے تھوڑے گکیا۔  
”ہاں میں ہی ہوں... اور تمہیں ہی بھاں ہو“  
”یہنک میں تو فیض یہ ناور کے ساتھ لا جھوں پی رائٹھا“  
”یہ ہیں جاتا کہ وہ کون ہے؟“ سنگ بولا۔  
”یہ تو کچھا تار وہ اسی کی حرکت ہے“  
”قطعی نہیں الالم جھس کوہرے اسی نے نظر اور کیا تھا،  
یکن اب وہ جھوٹ دیٹھاں میں نہیں ملے گئے“  
”ظاہر ہے احمد سر بلاؤ کیوں کیا کہ کوئی نہیں کرے سنا  
ہے فوج بھی ہے تھارے ساتھ... اگے کا دیکھے کوہ جا ہتا ہے“

”اے بھی بت کر دیا ہے دوبارہ؟“  
”ارسے یہ کیوں؟“  
”ان بالوں میں زیر ہے تھا کفر ملی گیا کہ میں کیا  
بھرپور اکوئے“  
”نہیں... وہ آجی صبح کی کہیں چالی ہے“

”تلی پتھر ہر جو جو دھوکہ ٹیکی فون، داڑیں،  
سٹیو، ماگرو و لوسٹم اور ٹلی ورخ و دخیر کی مخواہ نہیں  
المہتر جو ہیں، ابھی بہت لم و لگ اس بات سے واقع  
ہیں کہ جیات اس نے بھی ایک خود کار قی نظام سے  
ستحر ہے اور انسان ذہن اور روح ایں دیجی برقی  
وقت سے غل بیرا ہے۔ تلی پتھر بھی کوئی جادو کا علم  
ہیں بلکہ ایک ناظم سے ایک ستم ہے جس کے ذریعہ  
ایک ناس اپنے ذہن کو مسلط انسان کے ذہن سے  
میوں کی دھری پر بھی جوڑ سکتا ہے۔ باکل اسی طرح  
جسے ایک طاقت اور تراں میٹر کے ذریعہ باطق اعم  
کی جاسکتا ہے۔

”یہ فن مسئلہ شش اور صحیح طریقہ بعل کر کے کوئی  
بھی حاصل کر سکتا ہے۔ تلی پتھر کے فن اور مشت کے  
ذریعہ بہت سے لوگوں نے کشف کر کامات دکھانے  
کی حد تک شہرت پائی ہے۔ دیوتا ناول ایک ایسے ہی  
انان کی اپنی بیوی ہے۔ میری رائے میں ہر شخص اپنی  
روح کی برقی طاقت اور ذہن کے نظر وال سٹم پر قابو  
پا کر کیلی پتھر کاماہر میں سکتا ہے۔ میری نظر میں کافی الا  
بہاری جو جملہ دہلی سے نائک شہزادہ تاب پیچی گا نہ  
ایک مکمل بہراست نامہ ہے۔“

### محی الدین غائب

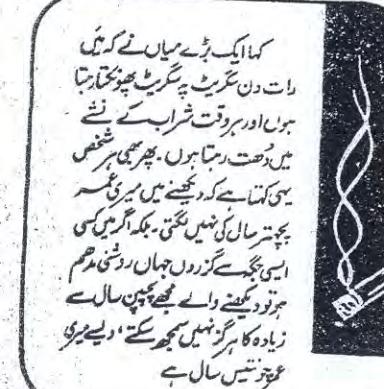
”بابر سے بدھے“  
”اب کو کسی مددی؟“  
”آخر اہمیت ہیں ہے تو میں ملے کونہر دستی اپنال  
بنادول غا۔“  
”چلو بیٹھو ادھر اک تم آخر کی دسرے کے کھنہ میں کیوں  
اگئے تھے؟“

”اویزیں تو کیا تھیں اپنے تھرے جاتا اور خود کا تکن دفن  
کا انتظام“  
”اب دونوں کے کشن ذہن کا انتظام ہو جائے گا“  
”اسے جاؤ، مرغی پہن دیہن کرنے والے ایک نہیں  
دروازے کے پہنچے اڑا دوں گا“  
”اچھا خوش بھوپلے سوچنے دو“

”لوہنیا وہی تھی ناہم نے مجھے مستری بھجو لایا تھا“  
”وہی تھی“  
”قیام ہے؟“  
”فینی ایڈلور“  
”اب پتاچے غائب ہا۔ اس کے آباجان تے پکڑواں  
ہے تھیں“  
”کیوں وہ کوئی خینہ فام آدمی تھا؟“  
”نہیں تھا اور دسی ہی“  
”تم تو ہوش نہیں تھے۔ لہذا راست تو دیکھا ہی جو گا“  
”لے قسے ہوش تھا لاتھے کا۔ میں تو تمہاری ساتھ گن  
رماتا“

”یہ اچھا نہیں ہوا“  
”پر وامت کرو۔ تمہارے باوا اکرچھرالیں گے“  
”حید کچھر بولا وہ بھی اٹھا کر اور دعا کھوٹے کی  
کوشش کی خواہ اور پری تھک ملکر آپسی تھا۔  
”جھے تو بھوک ٹک ہر ہی ہے۔“ قام بولا۔  
”اب پھر پڑانے بھوک اور دنوں کی وقق رکھو“  
”جی نہ جالا۔ نہیں تو تھیں ہی خاہاں غا“

”حید کچھر بولا اس کی آنکھوں نکارندی کے آثار  
تھے۔ اس دونوں ہیں یہ حد جو کتنا تھا پھر بھی بچھی پھنس ہی گیا  
آخر فینی تو اس کے گلاس کوہ تھیں کوہ تھیں بھی کیا تھا جو کچھ  
بھی ٹھاٹھا کا نہیں تھے۔“ پھر ہی ہوا تھا۔ وہی اس  
میں ملوٹ نہیں تھی وہ قسم کے بیان کے مطابق اس کے





کرکن گون سے پتے کس کے پاں مٹے ہیں؟  
”خود باشنا ہو گئے تھے؟“  
”کوئی دوسرا بانٹے تھے فرق نہیں پڑے گائیں کافیں کافیں  
چاہیے نہیں۔ چلو تھر کرو تو تم کافا اور تم قسم رکھو۔ وہ اپنے پتے  
دیکھنے کے بعد بنا دادوں گا لارکس کے پاس کون سے پتے ہیں؟“  
”اچھا بھی وجہے امتحان“

تین تین پتے ہو گئے پتے ہوئے تھے۔ فریدی  
نے اپنے اٹھائے، چند لمحے انھیں خود و فرکر کے باخت  
ریا۔ یہ رہا تو انوں کے پتے بتاتے شروع کردیا۔ پھر تو اسی سی  
بونے کا گھاٹا بیجے وہ سب خواہ دیکھ رہے ہوں۔  
”بھائی، تم جن توہینیں روشن کاری کے بھیں میں؟“ کچھ دیر بعد  
ایک نے بھرائی کوئی آوازیں کہا تھا۔

”سے گنجیں، تھاری طرح معمولی آدمی ہوں“  
”تو پھر جادوگر ہو گے؟“

”نہیں۔ صرف ریاضی اور ریاضی کا کام ہے“  
”ایں سچی سکھا دو؟“

”سکھا تھے سے نہیں۔ آمد اس کے ریاض کو سچی یا سچھ جائیے“  
دھڑتے پاہر سے دروازے پر کسی نے ٹھوک رہا تھا اور

جنوں پاٹ کھل گئے تھے۔ ساتھ کئی سلح آدمی کھڑے نظر آئے،  
جو خوفی دی لوں میں تھے اُن کے ساتھ ایک سیند قام غیر ملکی  
بھی تھا۔

”میں لوگ تھے۔ عینِ ملکی عربیا۔ شیک اسی وقت فریدی  
نے چھت سے لٹکتے ہوئے طب پر الشریعے پہنچ مانعہ اڑاگا  
ہوا اور کمرے میں اندر کھا چکا۔ فریدی نے اپنے سچھ و والی  
کھڑک سے باہر جلاں لگانے اور لندھرے میں دوڑا پا لیا تھا۔

\* \* \*

ستگ ہی کسی تھر جریڑا اور ناقا! عینِ خوتستہ بی  
پھر گیتا اور اُس کی دوسرا کی گھر تھی میں تھا تھا باربار  
اس کی وجہ اُس کامکی طرف مہنگوں کا دیتا تھا جس کے لیے اُس  
رمائی دوائی تھی۔

”اگر یہ مل دریثیں ہو تو توہین جان سے مار دیتے سنگ  
نے اس ھوتے ہوئے کہا۔

”میں اسی سے جانے والوں میں بھی ستر سمجھی“  
”خیر۔ جی... دیکھا جائے گا؟“  
”تم نے خواہ توہاں اُن دوں کو کھول پکڑ رکھا ہے؟“

ٹکھہہ، تم سیال دن میں بھی آپکی ہیں لیکن اس وقت کی نے  
بھی نہیں کوئی تھا“

”توہنی تھا بھی نہیں اس وقت یا فریدی بولا۔“ سیرا جیل ہے  
کہ وہ کوئی دوسرا پاری تھی۔ ہو سکتا ہے وہی اُنکو ہو جائے گا  
میں بھی ٹکڑا ہو سکتا تھا“

”یہ کیا پاس اس اس قسم کی سرچ لائٹ کیاں سے آئی۔“  
وہ تو خاص طور پر ملٹری کے لیے پارکی جاتی ہے۔

”جب خاص ملٹری کے اسٹھان کا محلہ نوں کے باخت  
لگ جاتا ہے تو سرچ لائٹ کا حصہ کا شکل ہے۔“

”یہی تھیک ہے۔ پہچال اب مفت کے بھیڑیے اُن کے  
ہاتھ لگیں ہے۔“

”بھر جائیں اگر یہ ہوتے تو پھر مارے گئے تھے“ دوسرا بولا۔  
”اُس میں تو شک نہیں“

قریباً آدمی ٹھنڈے ہوئے وہ سیدھے کھڑے ہوئے تھے اور  
اس رات بڑی دشکا کا لادہ مٹوی کر دیا تھا۔

”صحیق ہیں گا کہ وہ کس قسم کا منوعہ علاقہ ہے؟“ فریدی  
بڑھ رہا تھا۔

اُنہیں والیں پہنچ کر وہ پھر جو کھیلتے ہے اس بار  
اُنھوں نے فریدی کو گھوگھ کیا تھا اور وہ سکلا تباہ ہی گا۔

”ایک ایک بات ہے۔ وہ احمد اخبار بولا تھم سب اپنے  
لپٹ پاس کا قبضیل سکھوا رہی اپنی باری ہوئی رومٹوٹ  
کرتے چاہے۔“

”اس دھوکے کے ساتھ یہ ہے ہو؟“ ایک شکاری بولا۔  
”اُن اس دھوکے کے علاج“

”تب تو ہیں جس کی پھٹاپڑے گا؟“  
”دیکھا جائے گا؟“

کھلی شروع بنا تھا اور اُن کے چہرے اترے گئے تھے۔  
ذرا ہی کی جیسی فریدی نے اُن کی میسی خلی کرالیں دھائے  
سیرت سے دیکھ جائے تھے۔

اب لا قاہنا اسنا پر چاہی فریدی نہیں کر بوجا۔  
اُن کے حلبات کے مطابق اُس نے اُنکی ایک ایک  
پانی والیں کر دی تھیں۔

”کمال ہے کمال ہے۔ ایک بولا۔“ پار اتحادے توہنے  
بھوٹے کو دل چاہتا ہے۔

”لکھی بھیں صرف پریس کیا ہے۔ مجھے علم ہوتا ہے۔  
پھر جو تھا۔“

پھر جو گھاٹ  
ٹرٹھا جو پھریں بلندی سے بڑا۔ اور خود بھی بڑی پھری

سے پہنچ گئی۔ نہیں پر لگنے لگی فسaran پرے گزے تھے ...  
پہاڑوں پر برف کی وجہ سے مغلی یا یونیٹی تھی۔ ان کی دھنی  
پر جھانپاں دوسرے کی جگہ جماستی تھی۔

”فاسروں کی سمت کا اندازہ ہے تمہیں پوچش لئے کی  
کو شرش کرو“ فریدی کی تیر سرگوشی سنتے ہیں وغیرہ تھی۔

بھوٹوں وہ تھوڑی کا اوٹ میں جلے گئے تھے۔ فریدی سے  
ہو سڑتے رہا۔ اور نکلایا اور اپنے ساچوں کوئی بھی شوہر  
دیتے ہوئے فاسروں کی سمت فائرنگ شروع کر دی تھی۔

درسری طرف جلدی سے ستانچاہا ری تھا۔ فریدی نے اپنے  
ساقیوں سے ہی باخت روک لیتے کوئی تھا۔

”اوڑا بے ای طرح یہی لیٹے جسک جلو“ اس نے کہا۔  
والیں بے حد پریشان تھیں لیکن وہ بھال خطر سکی بیٹھ

تھک ہی کی تھی۔  
”چھ بھیریے ٹھانے تو گئے؟“ ایک بولا۔

”پہلی بار ہم جلاں ہوئے کیا عاقِ مُخْعَبے؟“ مادرے

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔“ شکاری نہیں پڑے تھے۔  
خود بھر جو فریدی نے آسمان سر پر اٹھا لیا تھا اور  
پھر زدک و دوزرے تھے اُن کی طرف بڑھے آبے تھے کہیں اُن اپنی  
نکاحیوں پر لگتے تھے۔ اُن کی طرف بڑھے آبے تھے کہیں اُن اپنیں چھلی  
تھیں کچھ رستے تھے اور کچھ بیجاں تھے۔ سچوں نے دف دو  
راونی جلتے تھے۔ خود فریدی نے کوئی فائزیں کیا تھیں۔  
مار گرا تھے۔ خود فریدی نے کوئی فائزیں کیا تھا۔  
”یار بالکل بھیریے لگ رہے تھے اُنکے شکاری تھے۔  
فریدی بھی کر غلاموں ہو گیا۔ تھا پھر وہ مدد و بھیت اول  
کو اسمازتھے تھے۔ تیر تھک کی روشنی میں ہاتھے اور ساتھی کی  
ریتوں سیمکی آواریں کہا۔ کیا تھیں معلوم نہیں ہے کہ پیغام  
علاقہ تھے۔“

”ہم ہیں جانتے۔“ فریدی کی آواریں جلا ہی ٹھیک ہیں  
ایسی کوئی سماں نہیں بھی تھی اُن نے

”اس کے باوجود یہی خود کو حواست میں سمجھو“ آواری  
آپنی اپنی رائقوں زمین پر ڈال دو۔ ورنچلی ہو جاؤ گے“

”یہ تھیت ہے اُنہاں ایک شکاری مدد سی آواریں بولا  
وھر فریدی نے اُنکے کرکے بھیج ہے۔“  
شناخت نامہ دیکھ لیں اپنا اسمح جو لہنیں کریں گے؟  
”شانش ڈیک گوئی فریدی کے بائیں کان کے قریب  
سے گز گئی تھی۔“

پھر فریدی کی رائقوں سے بھی شعلہ پکالتا اور  
سرچ لائٹ کا شیش چکنا چکنے ہو گیا تھا۔ ہی کا سانحصرا

لیکے فریدی میں بیچائے گا اور دوسرا چھے خالصیج  
بیٹس نکلے میرے ذائقہ خارجات کے لیے بھی تو کچھ رہو چاہا جے  
جب شکستیں باز اخراج کا بھلا اقرار فی بے باق شرکت دل گا بات  
نہیں بنے گی۔ ویسے میں پچھا اور بھی سوچ رہا ہوں ॥

”کیا ہوں جسے ہے؟“  
”میں ایڈٹ اور“  
”تمہارا دملع تو نہیں چل بسا۔ پتھر کی حدود سے باہر  
رنگ لگا کرو ॥“

”ایسی میں کوئی طرزی نہیں ہے“  
”میرا بھی بھی خیال ہے کہ ابھی بیٹا بھی نہیں ہوتے“  
”کسی طرح میں ایڈٹ نہ رکوپیں لاؤ ॥“  
”میں پچھیں کہ سماں کیا جانوں اکے۔ میں نے تو اے  
کام پر آمادہ نہیں کیا تھا“  
”اس کے باپ پتھر نام بنتا۔ وہ ائے تمہارے ساتھ  
کر دے گا“  
”تم اس کے باپ کو کسی معاشرے میں بیکیں نہیں بخوبی“  
”ایڈٹ کام سے کام رکھو نہیں“  
”وہ نویں رکوں چاہے، مگر قم اس لذکی کو ماڑھی بخدا سکو گے“  
”کیوں شامت کئی بے تحفیزی میں ہیں کوئون برکت پیش  
طلب کرے جا رہا ہوں؟“

”کر کے دیکھو اکی شربوتا ہے تمہارا“  
ستگ اسے کوئی اتنا اشنا اور قلن پر کسی کے نہ ہوا اس  
کے ادھر سری طرف سے جو لب لپٹنے والے انگلیں سنگ اسے  
رہے ہوں پہلے ایک ایام اور نگنے کچھ بے اسکت پہنچ کر  
تو پہلی منٹ کا اندازہ نہیں چاہو۔ ولی میں رامی خوفی  
چھوڑ کر لائے گا۔ اونگے کو رسیور رکھ کر وہ فتح کی طرف مڑا،  
لیکن فتح وہاں نظر آیا۔  
کچھ کا پہنچ ابو بزرگ اور بوقت سے گلاس میں شراب  
ایڈٹ پہنچا۔

وختان کی چندی میں اس نے رسیور رکھا تاہم سرے  
لا غرض گلاس تھے۔ ملٹی میں ہی بول رہا ہوں۔ اس نے کہا۔ ”تیسی  
ایچ کے اس کا شارٹ نہیں ہل کا۔ بھی کامستھ بھی اس  
کے پارے میں کچھیں جاتا۔ ملٹ اور ابھی میرے پاس ہجھے تھم  
ٹکر رکھو۔ پہنچتا ہے اکا مہرے اور ملٹ وہ بھوڑوں کی نیوں  
نہیں ہے۔ میں پھر جوں۔ شب اپ، اپنے کام سے کام رکھو“

”یہ کوں پہلماں جائیں گے؟“  
”مکھی جی حرام جادے ہیں۔ اتنا ہمہر کی کمی کی کوئی کرنے نہ لگا۔  
شلواری دیر بعد اس دروازے پر قدریں پڑتے ای تھیں۔  
”دروازہ ٹھوٹو۔ اندر کوں ہے؟“ پاسے اواز آئی۔  
”ایک طوائف ایک سرایہ دار درباں پولیں والا“  
محیرتے اندر سے ہلکا گھلائی۔ ”دروازہ باہر سے قفل ہے؟“  
پھر دروازہ نوٹھے میں دریں ہیں کی تھی یعنی۔ سارے سپرے  
چھوڑ کے یا جھیل تھے۔  
”چوڑا پاڑکوئے؟“  
”تمہارا اچارج چہاں ہے؟“ کہہ دے کا سطح سے بوجھا،  
پہنچ کے جواب نہیں مل اگھا۔ وہ ایک بڑے گھرے میں لائے تھے  
بھروسہ اچارج کے ساتھ سارے جنگل۔ بیش میں بھوچو خاصہ میں کو  
دیکھ لاس کی بھفت پہکا اچارج بھی تھی۔ کھڑا بھوچا۔  
”اور کوں ہاٹھ گا ہے؟“ گھید لئے ریش سے پوچھا  
”کوئی بھی تھیں“  
”مالک وہ دنوں تھیں تھے؟“  
”ملن ایک یونیز پرس فوری تھا تھا ہے۔“ پریش۔ نکھا۔  
”اکے اپنے ہی بھھیں رکھنا ॥“

”اے باپ رے“  
”قیچوں۔ گہوارا نہم قیوں نقلی ہی“  
”پہت بارتے ہیں جلد ارادے“  
”اک کے ساتھ حرام جادہ نہ کرو۔“ قائم لے جمید کی طرف  
ناٹھ اچارج ہلکا بہان جائیں ॥“

"میرا تی ہے جس کے ان لوگوں سے سابق پڑا ہے رکھے  
گئی ہوں"۔  
"حکیم ہے اب پاک پاک میں جانے کی ضرورت  
تین ہے دلیں جلو"۔  
"نہیں میں کچھ دیر باہر رہتا جاتی ہوں"۔  
"عماری فتنی"۔  
"آخر ہوگ کون ہیں اور پیمان کا کر رہے ہیں؟ مل آدمی  
جسیں معلوم ہوتا ہے اور جو ہم ادھی لے جسے سے امکن نہ ہے"۔  
"دولوں باری اپنی حکومتوں کے جنم ہیں"۔  
"چھوٹا ادھی اتنا بڑا نہیں معلوم ہوتا"۔  
جھیک چند بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شاید حق ہی نے  
تحال کے اخبار گوئون کیا تھا۔ غالباً اس لڑکی کو سنگ کی  
دست پر دے بچانا پڑتا تھا۔  
"تواب میں محیں کہاں سے چلوں؟ مجیدے پوچھا۔  
"جہاں دل چاہے"۔  
"میرا خالا ہے کہ ماں اسراقب کیا جا رہا ہے؟" حیدر نے عقب  
نا آئیں کہ طرف دکھتے ہوئے کہا۔ وہ زرد نگہ کی گاڑی شروع  
ہی سے پیچھے کی ہوئی ہے"۔  
"اگر یہ بات ہے تو پھر ہر یہ چلو۔ میں کسی قسم کا خطہ ہوں  
یعنی پریانہیں"۔  
"بہت اچھا"۔  
پھر وہ اداگی مزدھی بڑا تھا کہ ایک لڑکے لاستر و روک  
لیا اور ایک زرد نگہ کی کارچک اس کی گاڑی کے پیچے  
آئی۔ اس پر سے ایک اگدی اُتر جیکیں گاڑی کی طرف  
آیا اور پھر انشت کا دروازہ ہوں کر بڑی بیتھکی سے بیٹھتا  
ہوا اولاد میرا بیوالوں پر اوارہے۔ آفیر ٹھیک اب گاڑی اور  
اور چب چاپ چڑھ رہو"۔  
"اور اگر انکار کروں تو؟"۔  
"تمہیں ہر جاؤ کے اور میں ہمیں باخواں گا"۔  
لڑک سامنے ہے ہٹ پکا تھا جسدتے گاڑی اور دی  
اور بیچ بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔ لڑکی ابھارا باپ مچکا سے  
لہذا بھر جانے سے کیا فائدہ؟"۔  
"ن۔ نہیں" وہ کپکاں چوٹی آوانیں بولی اور پھٹوٹ  
پھٹوٹ کر رہتی تھی۔  
"تم اول درجے کے گدھ معلوم ہوتے ہو" حیدر نے

"تمھارے پرس میں ایک پستول بھی موجود ہے"۔  
"میری ملکیت نہیں ہے مجھے پہنچنے کے لیے کسی نے  
رکھ دیا۔ وکلا"۔  
"قدامت اسے سیمیں کرے گی"۔  
"کرامہ اتنے بیدار بود کہ اس معاملے کو عدالت میکے  
جاوے کے؟"۔  
"ہمیں رحم کرنے کی تجوہ نہیں تھی"۔  
"میرا باب بہت بیکار ہے صوفی مال کرو"۔  
"تمہاری بھلی رات و مل کیوں فتنی تھیں؟"۔  
"بُووائی تھی تھی" اس نے تقریر میں لمحے میں کہا۔  
"اس کی تجوہ دار ہو"۔  
"پر گز نہیں" فتنی نے غصیل نیچے میں کہا۔  
"کمبلک میں ہو رہی ہو اتھارا باب پوچھا ہے"۔  
"لُوْمَ جانتے ہو" وہ مردہ کی آواز میں بولی۔  
صرف اس حد تک کہ اس آدمی کا طبق کاربیکس لیگ ہے"۔  
یہیں بھلی رات جنم کام کے لیے بلا یا تھا، اس پر میں آمدہ نہیں  
ہوئی تھی کہ پولیس نے چھپا رہا اور تمہیں وہاں نے نکل گئے"۔  
"اب وہ دونوں ہیاں ہوں گے"۔  
"خُدجا جانے... میں رُٹک پر نکل آئی تھی۔ مجھ نہیں معلوم کہ  
وہ دونوں کیاں تھے"۔  
"لامِ جوں نہیں نے ہی نہیں وہی کی دادا لٹی تھی؟"۔  
"ہاں... مجھ سے کیا تھا لام جھشڑب جی استعمال کرو،  
اس میں شُنی کی دوا دال دوں"۔  
خاغی سفناں پتے تھارے ہاتھیں مجھے علمی نہ ہو سکا"۔  
"اب بتاؤ کیوں ہو گا میرے باب پر رحم کرو" اور وہ پسندیدہ  
خفیت قرار دے دیا۔ اور جملے گا"۔  
"صرف ایک صورت ہیں ہے"۔  
" بتاؤ... مجھ کیا رہا ہو گا؟"۔  
"ان دونوں کا سکا دعوہ کر کے مجھ بتاؤ"۔  
"میں تیار ہوں"۔  
"اگر وہ دونوں دیکھ سکے گئے تو تمہاری تھی پلیٹ بوجالے گی"۔  
"میں بھتی ہوں" وہ میادی بے حد خوش معلوم ہوتا ہے"۔  
"تمہارے تصور سے بھی کہیں زرادہ یا فتنی کچھ نہیں"۔  
"اب بتاؤ وہ پستول کس کا ہے"۔

"رمیش رخصت ہو گیا وہ ھر آیا تھا ملا جوں میں حلوم  
ہوا کفر میں کہ طرف سے ابھی تھے کوئی اخلاق نہیں میں۔  
وہ سری صح وہ قیمتی کے پس سیست اس خاتمت خاتمے  
کی طرف جا کھلا تھا، جہاں اس کا باب سے میکری کے عہدے پر ہے  
فائدہ تھا۔ اس کے وقفن میں طویل وہ جا ہے پھر سبھی کمال  
کے مکانیں اس نے گھری رکھلے۔  
بس جاؤ سب کچھ بیوں جاؤ"۔  
وہ جلی تھی تھی۔ قائم عجب کو لیکی اندازیں دیکھے جا رہا تھا۔  
فعلاں بولا۔ اب چو تو میں آپ پر ملے جاؤں بوقاں سلے مکر مکر  
دیکھتے رہے اور میرے پچھر ہزاں کتاب ہو گئے"۔  
"خاتم کہاں ہوئے تھا مدد میں پہنچے اور گزیں  
کے بے چلے جاؤ"۔  
"تمہارا پسک تھا پہنچا تھے تم جلدی میں میں بھول  
آئی تھیں"۔  
تیڈاں سے چلے باہر میں کہیں اس کے میں اس کے میں بھول گئی۔  
"آخر ہیں؟" بہت احمد مسلم بے میری حکومت تھا  
باب کو ناپسندیدہ قدر کرے کرے والیں بی بھوائی تھے وہ  
آئتے بولو" وہاں پر مل کر کھلکھل کر جائی۔ جو رہا پھر بارے  
الراس کے کلک اس کی بھنسی تھی پریتی اس کا نام تھے فیل  
ہو چکے گا"۔  
"تب تو پھر تمہرے سامان پکیں اور بات کری گئے"۔  
پہلے بھر کے پیٹ قیمتی کی اکھوں میں لشوک کے مانے نظر  
آئے تھے، حسرہ سے ہاڑ بولی تھی۔ ابھا جم جس کراچی کاڑی میں  
بھیوں کی ادائی بھول گئی۔  
"یہ ہوئی قاعدے کی بات" حیدر نے انتہا ہوئے کہ  
نین تے دینیں گکنی تھی۔ اگلی سیٹ پر دروازہ ہوں کر  
اس کے برابر پھٹکیوں کو بولی۔ اب چلو جہاں چلتے ہو"۔  
کی ملک میلک میں۔  
"میں بھی شورہ ہوں گی"۔  
"پہلک پاک"۔  
"بھی مناسب ہے"۔  
"مگنٹو شروع کر دوں یا وہیں چل کر"۔  
"جیسے دل چاہے" وہ بیڑا سے بولی۔  
"تمہیں علم ہو گیا کہ میں ایک ذلتے دار پرنس آئی ہو"۔  
"میں تمہارا کاروڑ دیکھ کر علم ہو گیا ہے"۔

"اویری عوست؟"  
"پیپل اس سے سچی بیہیں رپورٹ میں اس کا نام  
بیس آئے گا"۔  
کچھ دیر بعد وہ باہر آئے تھے۔ حمورت حیدر کی بلائیں میں  
کر لیں، آپ پر قرآن آپ نے جان بجا۔ ورنہ وہ میری کھال  
آئا"۔  
"بس جاؤ سب کچھ بیوں جاؤ"۔  
وہ جلی تھی تھی۔ قائم عجب کو لیکی اندازیں دیکھے جا رہا تھا۔  
فعلاں بولا۔ اب چو تو میں آپ پر ملے جاؤں بوقاں سلے مکر مکر  
دیکھتے رہے اور میرے پچھر ہزاں کتاب ہو گئے"۔  
"خاتم کہاں ہوئے تھا مدد میں پہنچے اور گزیں  
کے بے چلے جاؤ"۔  
"اب آمرتے ہیں ہو گئے تو پلک کہیں دیکھوں غایا"۔  
پھر قاسم بھی بیل دیا تھا اور صرف سیسی دیکھا۔  
"آپ کی کاڑی تو بیوں دی قرافیس سے مٹوانی تھی"۔  
در اصل طفلی یہی تھی کہ کیسے اسے اپ کو آؤکھوں سے اوصل  
ہونے دیا میرے لیے اسے عزیزی کوت ہو گئی تھی"۔  
وہ کچھ اونٹی گھنچا ہاتھا تھا کیں پے در پے کی جھینکوں نے  
بات اگئے دل بھٹھے دی اور پھر میں ملی سانسیں بیٹا ہوا جو لالا پتا  
نہیں اور کو سالسکے نہیں ہو گا"۔  
"چھینکوں کا کام حیدر نے چھرت سے پوچھا۔  
"مجی بیٹا چیسی ہی کام ایک سرے میں داخل ہوئے تھے جم  
پر چھینکوں کا جھلک ہو گیا تھا۔ غالباً کسی قمی کیسی تھیں کے اڑلات تھے  
وہاں... اور یہ لیڈر پسی دیں ملماں تو طبق کھانے  
کے انچارج کے کی نے قون پر اس عمارت کا تباہی تھا۔ بھوئے نے ہاتھا  
کہ یہاں ایک پلیس آفس قریب ہے۔ آپ کا نام بیٹا ہاتھا تھے پہنچے  
ہی بارے تھا توں کو مطلع کر لیا تھا۔ جیسے ہی آپ کا شرخ نہ  
بھج گا کہ دیا جاتے؟"۔  
"بہت ایک بیو ہو رہے ہیں"۔  
ریش کچھ دولا حیدر نے کہا۔ میڈیا جھیٹ کو دکھانی پڑے۔  
پس سے میک اپ کی اشیاء کے ساتھی اعشاریہ دو  
پانچ کا یتوں ہی برداشت کیا۔ دو تین وہینگ کا ڈھنے تھے تین پر  
فینی ایک دوڑ کا نام دیا تھا۔ وہ بیڑا سے بوجا تھا۔  
"اچھا... حیدر دیوں سانسے کر جلا" اب بقیہ معاملات  
صح کو دیکھے جائیں گے"۔



میکے بدل افسرو، فینی سسکیاں ہتھی توئی بولی۔  
اسن گھنیں کلائی کی نہیں تھیں“  
جاوہ آناہی زبردست ہے کوپس آفسروں کو  
پڑھانے“  
”معن اتفاق ہے“  
”کیا تم بھائس کے یاں بھوادے گے؟“  
”مری تندی گیں تو نہیں میں“

امنی سسکیاں اور بھائیاں پستور جاری میں بھید  
فوجیوں نے لفینی طور پر رامڑھہ ہی کی راہی بولی توئی تھوڑی دیر  
بعد ہلکی سی سراہست سنانی دی اور وہ ہمکپا... اپر  
روشنیاں میں ایک چہرہ نظر لایتا۔ فتح کا چہرہ وہ ہاتھ کے  
شاروں سے اُسے تسلیل دے رہا تھا ایسا لگھا۔ جیسے  
اُن کی مدد کرنے پر یونی طرح آمدہ ہو مجید نے کو جنس می  
تھی اور یعنی طرف دیجھنے کا بوڑاں میں سردی میں بھی تھی۔  
فتح کا چہرہ غائب ہو گیا جیسہ فینی کے قریب ہنچ کرستہ  
سے بولا تھا۔

”فرانس اور ہم جلدی ہیں نکل جاتے ہیں کامیاب ہو جائیں گے“  
”یا مکن اب تو مجھے رانی کی موت نہیں نظر آئی توہ  
بھرائی ہیں اور اسیں بولی۔  
”اس آنکن کے نیچے کچھ ناگھن نہیں ہے“  
”اوہ مدد فرق پڑتا ہے اب ریلی کی خواہ بھی نہیں ہے۔  
کہاں جاؤں گی اس کے لیے جاؤں گی؟“

”خمارے دوسراۓ اعزہ“  
بالپ کے علاوہ اور کوئی نہیں خمامل تھیں میں جوئی تھی۔  
”پھر بھی خداوت خاتے کو تمہارے یہ تو شوش ہو گی“  
”ہمارے میں نہ کہ دیتا کہیں اب والپ نہیں جلدیا تھی  
وہ جھٹکا لوپی تیری نہیں کا لیکھی قدسہ ہے اس آدمی کو  
فکر کروں۔ سکی وجہ میرا بابا پر داشت نہیں کر سکوں گا۔ البتہ  
اس انکوئی سے ایک ہتھ کا ہمیں یا جا سکتا ہے۔ لا ادا و الجھ دو“  
”فینی خوفزدہ لذات نے تھی تھی۔ اس نے انکوئی آنکر جیسی دکی  
طوف بڑھا دیا۔ اس نے اس کا دھات والا حصہ موڑ کر لے گئے قفل  
کے سوراخ میں پسند دیا تھا۔  
”یہ کیا کیا تھے؟“  
”دوڑے کا قفل برقی روکے ذریعے توڑے کا جسرہ  
کر رہوں“

”آپ دونوں کی تشریف آوری کا سات پست شکریہ“  
”دقش اغثہ سے اواز آئی۔ وہ جو کم بر لے گئے تھے ... اور  
سٹگ ساٹھے کھڑا کھائی دیا اس کے دائرے بھی دو توئی  
اور بھی تھے جھنگوں نے امین نہیں سچال جھیل جھیل۔  
”مجھے لینیں تھا اب فینی کے گھر تریعتے جائیں گے  
پستان صاحب ہے سٹگ لذتیہ لیجھے میں بولا  
”اچھا تو پھر...“  
”آپ بد سوریہ سے جہاں رہیں گے؟“  
”تمہارے آدمیوں نے اخلاق دی تھی کہ فینی کا باپ مر  
گیا ہے“  
”پہ رست پتے؟“  
”ہلکاہ والب جاتے گی“  
”ہر زندگی پستان صاحب اپنے میں آپ اور ہم  
جسے اگرچہ جانی تھی۔ دن بھر اپنے ساتھ را کرے گی اور  
ذوق میں سے ساتھ رکھے گے۔“  
”تم جوچہ محترمہ معلوم کرنا چاہتے ہو ہمیں سے عمل میں  
ہنسیں ہے“  
”میں جانتے ہیں اور ہم صرف دل بیان کی جیسا ہواں  
سے زیادہ تمہاری ایکیت نہیں ہے میری کاظمی۔ چلو دیں  
بانٹ مڑ جاؤ۔ تمہاری گاہی تھیں تھیں سے گھر رہنے جلتے گی۔“  
”جید۔ دفعوں ہاتھ اٹھانے تھے۔ ہم توہ دیں جاں جاپ مڑ کیا  
قا اور اپنے اسیں گئی اس کی مرکتے آئی تھی۔ فینی اسے  
تیکھے بڑی تھی۔ اور اس نے چور و ناہم و کر دیا تھا اسکے  
کی اوزانیہ لعشاں سے کمرہ گیا۔ ہاتھی کی پھر دیا پھر دیا کوئی  
لیتا تھا۔ میدھ لعشا سے تیکی کرتا۔  
”بس اب رکھ دو۔ اور گاڑی سے اُر جاؤ۔“  
”یہ کس خوشی میں؟“  
”چلو۔ جلدی کرو“

”جید نے گڑھ کیجا ریوالری نال اس کی کھوپڑی کی  
اسی سڑگی کے ماتھے آیا تھا۔ حیدر اور کھڑڑا دیکھتا۔ ہاتھی  
تیزی سے بیک ہوئی تھی اور اگلی جھاڑیوں کے قریب ہنچ  
کر نظروں سے قی ہوئی تھا۔ اس کا ساتھ لائے گئے تھے ... اور  
سٹگ کی آواز سنائی دی تھی۔  
”جب مکدی رونی سبھتے ایسے ایسے ہی پاس رکھنا پڑھ  
پکس اپنے پیڑھے کر کے میرے پاس پھواد دیا۔“  
”اس پارکیمی سے ناچھوں سے زندہ نہیں بھجو گے۔“ جید  
داشت تھیں گر بولا۔  
”سٹگ منتہی اور احصارت کی دلسری ہوئی تھی۔“  
”امیں اندلاگ کریں گے۔“ بندگ دیا۔

”تمہاری بھروس پہنچ سے تیار کریں گے۔“ جید نے  
اپنی اواز میں بوجھا۔  
”ارے تھیں افسروں کی بہت جھوگے تم دلوں قتل  
کر دیتے کے لیے ہیں یہ جاہے صرف ہیں اپنی سیرہ نامی کا  
شرف بخوچے؟“  
”تم کوکون؟“  
”اب اتنے بھی اجانب نہ ہو۔ بخارے پاس سے تھماری  
شتانی تھی نہیں ہے“  
”سٹگ ہی؟“  
”مال کیٹھن یا؟“  
”حمدی طویل سالیں سے کمرہ گیا۔ ہاتھی کی پھر دیا پھر دیا کوئی  
میں داخل ہو رہی تھی۔ اُسے ایک کپتے راستے پر بڑھنے کوئی  
لیتا تھا۔ میدھ لعشا سے تیکی کرتا۔  
”بس اب رکھ دو۔ اور گاڑی سے اُر جاؤ۔“  
”یہ کس خوشی میں؟“  
”چلو۔ جلدی کرو“

”جید نے گڑھ کیجا ریوالری نال اس کی کھوپڑی کی  
اسی سڑگی کے ماتھے آیا تھا۔ حیدر اور کھڑڑا دیکھتا۔ ہاتھی  
تیزی سے بیک ہوئی تھی اور اگلی جھاڑیوں کے قریب ہنچ  
کر نظروں سے قی ہوئی تھا۔ اس کا ساتھ لائے گئے تھے ... اور  
سٹگ کی آواز سنائی دی تھی۔  
”جب مکدی رونی سبھتے ایسے ایسے ہی پاس رکھنا پڑھ  
پکس اپنے پیڑھے کر کے میرے پاس پھواد دیا۔“  
”اس پارکیمی سے ناچھوں سے زندہ نہیں بھجو گے۔“ جید  
داشت تھیں گر بولا۔  
”سٹگ منتہی اور احصارت کی دلسری ہوئی تھی۔“  
”امیں اندلاگ کریں گے۔“ بندگ دیا۔  
”یہ جاہے ہے۔“

یخزیر کو ٹھکانے کا دینے کے بعد شاید اضوں نے آن کی گھر پر لپیتے آدمی فخر کر رہے تھے تھے ہونچنی طور پر یخزیر زیبی کی وردیوں میں ہوں گے مروہ یخزیر انواعوں کے شکار ہوتے تھے انھیں کہیں نہ ہیں ایک سختی پڑتی ہی تو ہوئی جس میں یاقوت کی انواعیں بھی ہیں بھی ایک سختی پڑتی ہے اس کی وجہ سے جلد کے مرکب ہوں گے فریدی طے آسمان تھے لیٹا ضرور تھا ایک اسی طبقے سے جانے کا لارجھہ تھا نہیں تھا کوئی دوسرا غارلاش کرنا ہے۔ اس سے کوئی اور انواعوں قبوری دیریک بھلکتے رہنے کے بعد ایک جھوٹا سا غارلاش لیتا تھا اور اس نے رات وہیں بسر کی۔ صبح کریم ہاس نے یادی کاری کی دوسرا سامان خریدا۔ اور دوسرا ہوں گے جامعہ قوم ایسا بیان ایقاوم عارضی تھا۔ اس نے دوسرا ایک اپ کی اور تیر سے ہوٹل کی رہائی ویسے پیار کا مرکبی ایک ایسی رکھنا چاہتا تھا۔ کچھ اور دو لوگ اب ہی کے لئے لہنگہیں تلاش کر رہے تھے ہوں گے اور یہ سو فیڈر نظری تھے۔ وہ چاہتا تو انھیں اسی وقت قانون کے حوالے کر سکتا تھا ایک اس طرح بڑی ڈنواری پیدا ہوئی تھی۔ وہ بورٹ یا ہو جاتے اور زندگی بھر لے، کہ ٹلاش چاری بھتی۔ کام کے لیے اس نے رات ہی کا وقت منباں سمجھا تھا۔ اب اسے شدت سے ہمیکی مزدھن حکموں ہو رہی تھی۔ اس کے لئے ملکی افغان اس سے عیار کوکاکاں کی یقانیتی خصراً وہ سب کو کہہ سنا جو اس پر گزری تھی۔

”تو یہ اب ہی لڑکی تمہارے ساتھ ہے؟“

”بھی ہاں۔“

”اچھی بات ہے تو اس سمتی بھی چلے تو یہاں بڑی کو میک اپسیں ہونا چاہیے ورنہ پکڑے گئے تو کسی طرح بھی جاہدی سے شرخ سوگے۔ معاہدہ ایک سفارت خاتم کا ہے۔“

”کہاں قیام کر دیں گا؟“

”یا تو یہ ایک کمر لے کر ایک دن گا۔“

”کہاں کے لیے؟“

”اور اگر وہ ستر بیس پر آمداء نہ ہوئی تو...“

”اُسے نانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے جھنکاے خجالت سے ایک ہی کمرا لیا گیا۔ اس نانے کی پہنچنا۔“

”آپ بہت ہر لان آفسر ہیں۔ خدا آپ کو نوش کرے۔“

”تم خود بھی ہیے۔ اپتے میں ہو گئے میں تم سے مل لوں گا۔“

حیدر نے کافر کے پیونے پر چڑھے کر کے مکرست افسر سے جلا دیا۔ لیکن عوال تو یہ تاریخی بیان سے جلوہ ہی ان مالوی رفع ہو گئی تھیں اور حمید دونوں ہی سے سانیکل ٹھکر نظر آگئی تھی۔ حیدر نے باہر نکال لایا تھا۔

”یہ ہو گئے ہاں میں نہیں سکتے کہا۔“

”تھک کر چوڑھا جاؤ گے۔“

”تم فکر کرو یہاں اس بھلیں پڑے رہنے سے تو یہی ہتر ہو گا۔ اسی صاف سختی سرکل پر گر کر جان دے دوں۔“

”جیسے تمہارے جمیں یعنی تھے کہ تمہارے جنہیں میں نہیں۔“

”رام گڑ کا جیتھے چھپا اس کا دیکھا ہوا تھا۔ وہ اندھیرے میں بھاگتے ہے جب سے یہاں آیا تھا۔ ہر وقت سخن رہتا تھا اور ایک چھوٹی آسانی سے زیادہ وقت والی نارنجی جیب میں پڑی رہتی تھی۔ نہیاں بتاتے کہ اس کے مذہبی ہوئی تھی۔ یہاں اس نے دوسرا ایک اپ کی اور تیر سے ہوٹل کی رہائی ویسے پیار کا مرکبی ایک ایسی رکھنا چاہتا تھا۔ کچھ اور دو لوگ اب ہی کے لئے لہنگہیں تلاش کر رہے ہوں گے اور یہ سو فیڈر نظری تھے۔ وہ چاہتا تو انھیں اسی وقت قانون کے حوالے کر سکتا تھا ایک اس طرح بڑی ڈنواری پیدا ہوئی تھی۔ وہ بورٹ یا ہو جاتے اور زندگی بھر لے، کہ ٹلاش چاری بھتی۔

کام کے لیے اس نے رات ہی کا وقت منباں سمجھا تھا۔ اب اسے شدت سے ہمیکی مزدھن حکموں ہو رہی تھی۔ اس کے لئے ملکی افغان اس سے عیار کوکاکاں کی یقانیتی خصراً وہ سب کو کہہ سنا جو اس پر گزری تھی۔

”تو یہ اب ہی لڑکی تمہارے ساتھ ہے؟“

”بھی ہاں۔“

”غار کی طاس تھیں ہمارے رات گزارنے کا اب ہوٹل۔ اپنے جانے کا تو سوال ہے یہاں کیوں ہوتا تھا۔ کچھ بد وہ ایک فارم کے مانے کے قریب تھا۔ قابوں میں یہی اندھرم رکھا تھا۔ تھوڑے ہوئے گشت کی پہلو سے دماغ پار کیا جلدی سے ٹارچ روشن کری اور پھر

چچی اس کے مدارک رکھا تھے۔ اس کے سامنے ہست سی لاشیں پڑیں۔ ملکی تھیں میں کچھ بھروسے تھے۔

کی وہیں تھیں۔ ہر یاں کی ایک ٹھکری میں بغیر خیانتی کی ایک ایک بھی تھی۔ وہ فارم کے مدارک میں امداد رکھتا۔ میاہر

چل پڑا تھا۔ ایک بڑی سی قلعے کوئی تھی اور وہ تیری سے ایک طرف

پڑا۔ اور اسے آہان کے نیچے بیٹھ گیا تو یہ جو تھا پیارا جس کی بیان

پڑا منع کردیا۔ اس کے مدارک میں ایک بھروسے تھے۔

ایک دستر تعینت کیا گی تھا۔ اسی اعلیٰ حکومت نے امداد کیا تھی کوئی کوئی کریما اور اُن تمام جگہوں پر مخالف

کیا گئی تھی۔

”بھروسے تھے۔“

”اگر موقوف نہ ہوتا تو کچھ بھروسے تھے۔“

”یہ کوئی کش کرنا ہوں گا کہ تمہارا بال بیکار ہو۔...“

”شکری یا اس نے کہا اور آدم کو کیا کہ دلازم بھی میکن اس سے آنکھاں گھسٹری ہی کٹھ فلی جوئی تھیں اور حمید دونوں ہی سے لائق نظر کئے گئے۔

”تھوڑی دریج یہی اب تو ایک آخری شخص تھا جسے ہی بیچ پیوں گا۔“

”بھی اسی لیے کچھ بھروسہ وہ نہ خوب ہی کے پر ہیں جو مجھیں

لگ ہوئے ہیں۔“

”کیا نے کبھی اسے نک دی تھی؟“

”کی بار۔“

”اسی یہ تھا۔ یہ پچھہ پر گیا ہے۔“

”حیدر نے بے پرواں سے شانوں کو جبش دی تھی۔ اس وقت وہ بچتھی تھا۔“

”اوہ ملک۔“

”یا پھر تھی اسی کے آدمی ہو۔“

”میں نہیں تھا۔“

”حالات کے تحت میں اپنے خاکرے کرنے لگوں... اور اسی مدد و دعویٰ“

”چینی کے سچھڑھا جاں۔“

”وہ اب تھیں زندہ ہیں۔ دیکھنا چاہتا تھا۔“

”یہ تو پچھے کچھ سیزیں تھیں۔“

”تو پھر تم مچھڑا تھا اور لوئیتی الامکان تھیں تھے۔“

”نہیں پہنچنے دوں گا۔“

”اچھاں انگریز کے لیے میں تیز قلم کی جگہ بیٹھا ہوئی تھی۔“

”تلخا جاؤ اتنا اور یہ کوئی ریلے سے دروازہ نکلی۔ میاہر خلیل تھے۔“

”ہوا پل رہتی۔“

”دوں بھروسے تھے۔“

”وہ کچھ دوں پہنچانے پر پہنچنا ہی بعد ازاں تھا۔“

”اوہ تمہارے کیا جلتے ہو؟“

”بھی کہ اگر کہیں کوئی ایسی نگوٹی دکھائی دے تو اسے

ہاتھ پھینکنا ہے۔“

”یخڑھ تو سمجھی کے پیسے موجود ہے، تم نے اسے مشہر کیا۔“

”بعض اوقات ہمیں لازماً سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔“

”انگوٹھی تھی نے اتوادی اب مجھے ہیں لینے دو۔“

”آوازیں سننا چاہتی۔“

”بہت بہتراب نہیں ہوں گا۔“

”تم مجھے شروع ہی سے عجیب لگ رہے ہو۔ اب شاید پاکل بن کر کاچھی بھرے پڑا ہے۔“

”یہ انگریز تھیں تھیں کرنے کے لیے یہاں ڈالی گئی تھیں۔“

”اب بھی ہماری رملی کا دریعہ بنے والی ہے۔ بس تم دیکھنا۔“

”میرے سارے جلدار ہے۔“

”فضول پاپیں نہ کرو۔ آخر وہ جھیٹ کیں کوئی کرنے لگے۔“

”معضل جھیٹ خوفزدہ کرنے کے لیے تاکین ان کے راستے سے ہٹ جاؤ۔“

”تو وہ تھیں صرف راستے سے ہٹا جائے ہیں۔ آختمیں کون سے سفر خاب کے پڑے گے ہیں۔“

”یہ خودی سرخاب ہوں۔“

”تم بچتھی جو مل جاؤ ہے۔“

”شاید ایک خبر اور بھی تمہاری نظر میں سے گزرا ہو۔“

”گون سی خیر۔“

”بھی کسی نکارے اعلان کیے غیر چھپ چاپ ایک مصنوعی سیارہ خلا میں پہنچا یا ہموزین کے ترددروش کر رہا ہے۔“

”یہ بچھیں بھرے یہ تھیں ہیں۔“

”یہ انگوٹھیاں اسی سیارے کے توسط سے جاری ہو جائیں۔“

”باقابیں یقین، بیزار فرم۔“

”کچھ دوں پہنچانے پر پہنچنا ہی بعد ازاں تھا۔“

”وہ کچھ دوں پہنچانے پر جدید تھا۔“

”اوہ تمہارے کیا جلتے ہو؟“

”بھی کہ اگر کہیں کوئی ایسی نگوٹی دکھائی دے تو اسے

کرایا۔“

”یخڑھ تو سمجھی کے پیسے موجود ہے، تم نے اسے مشہر کیا۔“

”بعض اوقات ہمیں لازماً سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔“

”انگوٹھی تھی نے اتوادی اب مجھے ہیں لینے دو۔“

”آوازیں سننا چاہتی۔“

”بہت بہتراب نہیں ہوں گا۔“

بہت بہتر جناب عالیٰ

کہیں پوئی ایسی جگہ بنا لیا جس سے کسی خلائق کا رعبا کو  
کنزوں کی وجہ سے دوچار دن اچانک بائیں چانپ لکھی  
عورت کی بیخ سنائی وہ جہاں تھا وہیں رُک گیا۔  
بہت دنوں پہلے اس جگہ پیغمبر کی تھا اور جب اُنھوں نے  
صوصوں کیا کہ اس جگہ کچھ بھال ہی شروع ہونے والی ہے تو  
وہ ورنگی پر اتر کے اور پیغمبر کے پورے دستے کو موت  
کے گھاٹ آتا رہا اور جس کی جگہ خود اُن کے آدمیوں نے کے  
لی۔ اس دوں میں اصل ناولدہ اور بیانی رملی کی فکر بھی  
یعنی اس کا بھی مطلب تھا کہ وہ بہت جلد قیمہ دنیا کے خلاف  
ایک غیر ملکی یا نئے کار لاد رکھتے ہیں

ایک ملی یا تھا کیا وہ تھا اس کام کو پہنچائے گا۔ حکم  
کے عین میں اس وقت لاسکتا، جب کوئی واضح اور سوچی کی جگہ  
ثبوت مل جاتا۔ پیغمبر کی لاشوں کی ہدایت یا جان بربار کی  
اور وہ افگ پوری طرح ہوشیار ہو جاتے یہ تو کچھ بھی ہوتا،  
اس کے لیے کوئی بھی تیار نہ ہو تاہم اس ایسی پرہیزی  
تکارکہ بدلیں فریں سے کام لیتا۔  
لتہ ہوئی اور بھر وہ اس علاقہ کی طرف روانہ ہو گی۔

آج مطلع اہم آسودہ تھا ہبھی قاریکی یا بالائوں پر سلطنتی فریدی  
اپنے جانے پہنچائے ہوئے راستوں پر باسی جان ہوا اُس نے  
پھر اپنے کام کی پختہ والی جان کے تھیج تھا جو عورت  
پھر بولی۔ اُخڑہ کیسا آدمی ہے جس کے لیے اس قدر کے جمال  
بچا جائے گا؟

ان دنوں کے بیان کے مطابق وہ سچے جم مفہوم  
علقہ تھا جو کوئی تو کوئی حفاظت و ممانعت کی تھی اور وہی  
جن دنوں سے کبھی لات نکلا، وہ تھا بہت ہی باشقم کے  
لوگ معلوم ہوتے تھے کیونکہ توکری دیر بعد وہ اس توکل  
تک جا پہنچے تھا جہاں ان کا قیام تھا۔ ہوسکتے ہے کچھ کاریوں  
کو کچھ نصوں نے شرکت کا ربانیا ہے۔ ورنہ اتنی بلدی ہوں  
کی شاندی ناممکن جیسی سکاری کی نشانہ ہی کریں گے۔  
کو پہنچان کر قیام گا کی نشانہ ہی کریں گے۔

وقتناہیلی کا پیر کی اوایل سے خجالت کا سلسہ ٹوٹ گیا  
اوایل دُور ہی کی تھی لیکن اسستہ اسستہ قوبہ ہوئی جاہی تھی،  
پھر قریب قرب بہ اُس کے سرہی بھر سے ہوتا ہوا مغرب کی  
طرف بڑھتا جا لیا اسی سمت آگ بڑھ کر تو اسے بھی بھلان بنی  
کرتی تھی۔  
بادی میکھیں تھے اس لیے تقوڑی تھوڑی دیر بعد  
تارفل کی چھاؤں پھیل جاتی تھی۔ نیسے میں کسی بند جگہ سے

اُس کا متھ ہو لا دیکھا جا سکتا تھا لہذا چھاؤن اُو سے  
کرپت احتیاط سے اگے بڑھا دیا اچانک بائیں چانپ لکھی  
عورت کی بیخ سنائی وہ جہاں تھا وہیں رُک گیا۔

”بچا، بچا، اُواز پھرائی میں اُنھوں نے آفراست  
پیٹا تھا اور پھرائی۔ انہار سے کے مطابق بائیں جانپ کی شب  
سے آئی تھی۔ وہ تیزی سے آئے تھے اسکا دھلان خڑک تھی اس نے  
کی الفرو رک جانا پڑا تھا۔ دھلان خڑک تھی اس نے دے کو موت  
کوئی نہ کہ رکھتا تھا“ تھوڑا اور رکھا۔  
مگر انگلش میں ادا کیا گی تھا ایک عورت اُردو میں جیسے  
تھی۔ ”بچا، بچا، اُواز“

فریدی نے دھول سانی اور آواروں کے قریب  
ہونے کی کوشش کرنے لگا۔ دہنی جانپ پر جھانے کی جگہ میں  
گئی تھی اور اب وہ انشوں سے ٹوٹنے والا یعنی کے مل نشیب میں  
ریگ رہا تھا اور اُواتیں قریب ہوئی جاری تھیں۔ عورت  
حکمتی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہہ رہی تھی۔ ”بچا، بچا، اسی نے مل پر جم  
سیرے پر دی گئی ہے“ اس بارہ انگلش جانپ بولی تھی اور  
بچہ عیری ملکیوں کا ماما تھا۔

”بچا، بچا، اُواز“  
حقیقی میں پڑھتی ہے۔ ”ذرا دمینے دو۔“

اب فریدی اُن کی پختہ والی جان کے تھیج تھا جو عورت  
پھر بولی۔ ”آخر دیکھا اُدھی ہے جس کے لیے اس قدر کے جمال  
بچا جائے گا؟“

”لے جائی خدا تھا اُدھی ہیں بھیڑی رایی تھیو“  
”اُدھیوں سے کس قدر کا خطہ ہے؟“

”کی باراں کے تھیوں ہیں جو ٹھوکی سے بھج جب  
بھی دنیا کے اس حصے میں کچھ کنڑا جائے ہے اُسے کسی دُسٹری طرح  
علم روجانی سے اور بھی نا ایسیوں کا ملینہ دیکھنا پڑتا ہے۔“

”تو اسے علم ہو گی ہے۔“  
”شید ہو گیا ہے۔ حالانکہ اُبھائے رکھنے کے لیے اُسی

کے تھیش کچھ تھی العقول فارطاںیں کردی تھیں۔“

”شید ہی غلطی ہوئی تھے تم سے قوبہ بھوڑا پاہتی  
چھپتے تھے کیوں تھے عورت ہی نہیں تھی خاموشی سے سب کام کر کے بھیتے  
اُسی حرامزادے چین کے ذمیں جو کچھ بھی ہیجھ جائے۔“

”چھپتے تھے سارے بیوی ہوتے دھول سے بھوڑا پاہتی  
میں لکھ کرے گا۔“  
”اُن اور بھی اُسی کی سیکھ ہے اُدھی تو نہیں۔“

”کہاں تک جیخوں، اُس نے کا اور بھی جیخا شر قریب دیا  
جس فریدی کو یعنی ہے اُن پاں اُن دو نوں کے  
عادہ اور بُونی نہیں ہے تو اُس نے سارے پر جھلماں لگادی۔  
جو لبستاں میں سے قنار، بھا، بھر اس کے سنجھنے سے قبل  
ہی اُس کا ماہا تھا اُس کی دادی کھلیا اور جلا گی۔  
۷.۷ کام کرنے لگا ہر بھی منیں ایک دوبارا سا بوتا  
سنبلا کی رفتہ محمد اعظم نے ایک دوکان رکھا۔ ۷.۷ کام کی  
نایکی دیکھ دیوں رہے میں خریدیں۔ یعنی اس  
حلیم نے اکر ۷۵۷ کی خرابی صورت اُنہیں خوبی  
سے بُونی ہے۔ آخر میں کتاب اور کامیاب ہوا کلر ۷.۷  
کام کی بھی اشتہار دیکھا، محمد اعظم نے کلر ۷.۷ کا گلہ  
بھی تھے میں خریدیا اور اسے پہلی توجہ سے  
کی کامیابی کیا۔ بہت سی باشیں حلوم ہوئی تو قوم  
نے جمعت کی صورت کا سامان جو ۷.۷ کو جل کرنے  
میں مدد و معاشرے ستر بُونی پے میں خریدیا۔ پہنچ ۷.۷  
بھری بہرنا کامیاب اور کامیاب ہے۔ بہت بڑی پڑوں سے  
کے ۷.۷ کامیاب ہے اور دین جیسیں  
غود پر بھوڑہ کرنے لگا ایک دن دیکھا۔ محمد اعظم کے  
ٹھہر بڑھ کا کام:

کر دیلیک ایڈنڈو اونٹ ۷.۷ بیبری اُس  
ٹھے کادقت صحیح میں سے بچے کام جھبکے کے بعد  
اس طرح محمد اعظم نے اپنے پا پارٹ ٹھہر کی  
مدھل کی کامیابی میں مدد کر دے تو زیادہ بہتر ہو گیا فریدی  
نے فرم پہنچیں کہا۔  
”میں تھیں دیکھنا پاہتی تھی تم سے قوبہ بھوڑا پاہتی  
تھی۔ تھا جسے بسا سے ہی بہت دھول سے کھٹی جیں اُبھی ہوں۔“  
تم کرکل فریدی ہی بُونا۔  
”تم غلطانہیں سمجھیں، اُردو ایں بیان کی طرح بول سکتی  
ہو، کس کے تھے تھا،“  
”ڈھاگر بھروٹن ہے یہی نے اُردو میں اپنی لائز کیا ہے۔“



آپ نے تیر تو تیار ہیں کرچکر کیا جو اتنا ہے؟  
عورت کی بھروسی نے بڑیں فارست پاہرا آیا اسی  
اندازہ خلائق نہیں تھا ایسی کے کچھیں میں پڑے ہوئے اندر گھر  
آن لوگوں کی رہنمائی شروع کر دی تھی بھی جعل و غارتی کی طرف  
آئے تھے لیکن انہوں نے بھر کی تباہی کے بعد وہ جلد کا تھونک نہ کر سکے  
کے بعد اصراد حصہ ملکتے پڑھ رہے تھے میں نے ان کا تعاقب کیا اور  
اس جنکیکا سماں بینجا بھیں اُن کا قیام تھا۔ داخلِ قریوں لوگ  
جس خورد جدے نگالوں کا رavel ادا کر رہے ہیں پر جو حدی جوئی  
میں قیمتوں اور باقاعدہ طور پر دیویں میں بدلتے رہتے ہیں میں  
نے اسیں فی الحال جو ہر رام انساب نہیں سمجھاتا اور جب چاپ  
والپس آگئے تھا۔

”حریشی کیا ہے؟“  
اس وقت ہی اسی عماری ہو گئی۔ اُس نے والپس جانے  
کے انکار کر دیا ہے تکھم کھاتی ہے تکھم پیچا ہے۔ کہتی ہے،  
ایسیں جو ہیا پاچیں توں“  
”میک آپ کر لے یہاں لے آئے ہوئے؟“  
”عملغ تو فہری جل گیا ہے۔“

”آپ اس وقت ہمار جو دیں یعنی کہا ہے وہ پلی ہاتی  
ہو اُپنی عدم وجود میں... اور پھر والپس آجاتی ہو۔“  
”ایسیں لکھویں ہیں جو کوئا بھی جعل کر جائے گا؟“  
”لیکھ فوس؟“  
”ہاں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ حکم کے کے  
اویں کوئی الحال دوسری رکھنا چاہتا ہوں گے۔“

”قیام کا عامل اسی لکھویں ہیں اسکی“  
”سید حسام الدین امام اسے وہ فطری طور پر بنا اؤی ہیں  
ہے۔“ اُندر دریڈے سے اپنی منزبوں میں کا انتقام یعنی کے لیے مکوئے  
ہوئی تھیں اس لیے اسی سے دو چار جرام بھی سر زد ہوئے  
تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عرقی گزارہ تھا، ورنچاہی ہوئی تھی۔“

”قوہ سنجیدگی سے ہماری مدد کر رہا ہے۔“  
”اگر سارے جو تائیمیں سے فرشتوں کوئی علم نہ ہو۔“ کہ  
یام گزاریں کیا ہوتا ہے اور آج کی خرسنی تم نے؟“  
”نہیں...“

”کسی نامعلومی پر غصہ بدار دوبلی طاقتون کو دیکھی  
دی جا رہی ہے نہیں اسی کے اپنے وہ بھری میڑے و جناب  
اور سے پہنچے لفظ الحال اُن کا ایک یک جزا بطور

”دل بیکر پا غرضی بھی نہیں کیا تھا۔ رسیور کو کرچید کو جھوٹڑا۔“  
”اف فود کیا مصیبت ہے میری تو اکھیں بھی نہیں  
کھل سکیں۔“  
”اب آگم تے خواب اور دوائیں کھائیں تو اچھا ہے ہو گا۔“  
”تم دیکھو گئے واقعی اچھا ہے تو گھنے کھلنے کی صورت میں۔“  
”تمہرے دوست ہو ہوش نہیں توہین کیا تھا جی بھی کوئی  
گرل فریز نہیں ہری۔“  
”میرے والدو قوم تے دیکھا ہی ہے۔“  
”نہیں تو...؟“  
”اُسے وہی ہو گئی دن گاڑی ڈرانچکر رہا تھا جب گاڑی  
کا اپنی ستر بیوی تھا اور تم نے تکرماری تھی۔“  
”وہ ہوا جاتا تھا اپنے بھر کر لئے تھیں ماری تھی۔“  
”جیسے اختر کاراٹھ کے پختہ وہم کی راہی تھی۔“ والپس پر  
اُس نے دیکھ دیتھیں پر چانے کا گارا تھا۔  
چانے جیتھے وہ جید کو ایک کاٹ دیتھیں کیا ایسی تھا، اس پر سیاہ  
بلی کی آدمی بھی یعنی تھی اور اپنے پر محروم تھا۔ اسلام اس  
وقت تھیں نہیں کوئی کاریاری میں ملیں تھے۔  
”خداونا تا انکھ کھل کری۔“ محمد پر بڑا۔  
”کیا یات ہے؟“ فینی لے اسے غور کے دیکھتے ہوئے پوچھا۔  
”میکاراڑھے؟“

ناشتر کے بعد اس نے فینی سے کہا تھا کہ وہ ذرا بیرون جارہا  
ہے۔ اُس کی عذر و وجود میں اُسے مکر سے مک بھی رہنا چاہیے۔  
”شیخیں جوں نہ ساختہ جلوں“  
”ابنی جمال کی وجہ سے پہنچا ہی جا سکتی ہو۔ لہذا مجھے بھی  
اپنے ساختہ ہی لے دواؤں!“  
”میں کچھ نہیں ہوں تھی اور حمدہ شویا طرف روانہ ہو گیا۔“  
متعدد رجھے کا ایسا تھا تھا۔ فینی زیادہ دوڑیں تھا۔  
فریڈی کمرے میں بیسیں لئی جو دس اُنکیں اور دیکھا  
تو اُس کے فرشتے ہی اُسے دیکھاں سکتے۔

پہنچے اُس نے جید کی کہنی شئی تھی۔ پھر اپنی رودادہ اکر  
بولاختائی میں نے اپنے رانی سپر وہ گفتگو شی ہے جس کی  
روزے سگھی اب تک سیاں ہاتھ چکا ہے۔ اینی آنکھیں  
کھل کر کھنکا ہیں پاہتا ہوں کتم اُسے اپنے بھانے بخواہیں اسیں  
کہ تھی باد کا لکھوا دیا تھا۔ ویسے فینی نے ایک بھی کرے اور

پھر وہ کاٹے۔  
”وہم ہے قیامِ احتبوتِ قوبِ الادی کے مالک ہو۔ نشے کو  
سہل لے جاؤ گے۔“  
”بھیج وضو عجت بناؤ کام کی بات کرو، اگر فریدی  
میک اُپ میں ہو اوس طرز سے دو ہوش ملے گے۔“  
”ہمارے طبقی ملے کار و مسروں سے مختلف اور بظاہر  
لایہی ہیں۔“  
”خیر۔ اُسے بھی دیکھیں گے۔“

۷  
صحیح کو پہنچ فرنی ہے۔ بیدار ہوئی تھی اور پھر اس نے جید کو کھی  
جنہیوں کر اٹھا۔  
”کیا اسی باشی میں بیگ رہ ہوں؟“ محمد نے بھرائی بھوٹ  
آوازیں پوچھا۔  
”تھیں تو...؟“  
”پھر کوئی جگایا ہے؟“

”میک ہوئی ہے۔“ روزی بھوٹ کے ساتھ میں اس  
کے مناظر بہت شوق سے دیکھا تھا۔ جیسے ہوئے  
”نہیں“ اس اب اٹھا جائے۔ بھیجت ہوئی ہے۔  
”یہی کام کی بات کی ہے۔“ فینی بھاگا۔  
”کبھی نہیں ہے۔“ نہیں کہا۔  
”کیا یہی کام کی بات کی ہے؟“ فینی بھاگا۔  
”کبھی نہیں ہے۔“

”بیت والہ طلاق سے نکل ملیں گے۔“ نہیں میک اپ  
میں ہوئے ہیں میں قدبے ہائی کے بیچ بھر ملکوں گا۔  
”تمہاری طرف سے دیکھا۔ ہی ہٹکنے کے لیے قبیل نے  
خواب آور دعا کھائی تھی۔“  
”لگ۔ کیا مطلب؟“  
”کبھی بھی نہیں کی درستی کو اس طرح بھی دھان پڑتا ہے۔“

”تم لوگوں کا فلسہ فرمی جیسیں نہیں آتا۔“  
”کچھ دنوں کے بعد محیر ہجاتے ہیں۔“  
”ایچا، اچھو۔ میں روم سر دس کو قون کرنے جا رہی  
ہوں۔ مجھے بیکوں ناگہی ہے۔“  
”شوک سے کر دھانشاہ ملکوں وہ مجھے خوقا ہوادیگہ کر  
لہم سروں بھڑکے ہیں۔ اس کی سماتیں میں ملکتھوں ہیں۔“  
”چیزیں بیکاری ہو۔“ فینی نے کہا۔ اس طبقہ بڑے صاحب  
نہیں چاہے۔“

”سُنگ کچھ نہ بولا جاؤ شی۔“ بیکوں اسی تھی اور گل اس  
میں شکنی کھاتا۔  
”یہ کتنی بُری بات ہے کہ تم ایس اعلیٰ درجے کے بیویاں  
ہو کر یہ شراب نہیں پینے۔“ سُنگ بالآخر بولا۔  
”میرا بیٹہ نہ رہ رہا۔“ سُنگ کرتا۔ اسماں میں اُننا

کے قام کی پیش جید کو اتنا ہی حق سمجھتے ہو کہ وہ ایسے حالات میں  
اپنی خاتکت کا استعمال کیے تھے مگر سے نکلتے ہو گا۔“  
”میں نے پوری طرح افہمناں کر لیا تھا۔ اس کی نگرانی نہیں  
کی جا رہی تھی۔“

”پھر ہماری بھائیں غیب دان بھی ہو گئیں جب میں  
گرفتار ہوا تھا تو وہ غیب دان نہیں تھی۔“  
”تم پھر خود کو کہو دو پڑھے۔“

”دیکھو،“ وسری مصروفت میں ہیں ہیں تو سمجھا جائے گا کیا میں  
تے پولیں کو مل کر دیا ہو گا۔“

”ختم کرو اس قسم کو بھی اسی لامڑھڑھٹے کے لیے تار پو  
جانا چاہیے۔“

”خروچو۔“ وہ میں بھی جی دیکھیں گے۔“  
”اس سے پہلے فریدی کا ہمچیخ چڑھاڑھڑی ہے۔“  
”اس کے علاوہ اور سب کچھ ملکوں“  
”اب تھے کام کی بات کی ہے۔“ فینی بھاگا۔  
”کبھی نہیں ہے۔“ نہیں کہا۔  
”کیا یہی کام کی بات کی ہے؟“ فینی بھاگا۔

”لیک ہے۔“ بیکاری سے نکل ملیں گے۔“ نہیں میک اپ  
”یہی کام کی بات کی ہے۔“ فینی بھاگا۔  
”کبھی نہیں ہے۔“

”لیک ہے۔“ بیکاری میں بیٹکر وہ موجودہ قیام کا نہ۔ پہنچے  
تھے۔ فینی سے تھقہ کھانی دے رہا تھا۔  
”بھجنوار دڑا۔“ فریدی اسی خمادی میں ہے جو ہیں ادھر اور  
یہ پھر تھا۔ ”نشے تے لہا۔“ کہیں کسی دن کی تحملے ہی نہیں  
نہیں چاہے۔“

”سُنگ کچھ نہ بولا جاؤ شی۔“ بیکوں اسی تھی اور گل اس  
میں شکنی کھاتا۔  
”یہ کتنی بُری بات ہے کہ تم ایس اعلیٰ درجے کے بیویاں  
ہو کر یہ شراب نہیں پینے۔“ سُنگ بالآخر بولا۔  
”میرا بیٹہ نہ رہ رہا۔“ سُنگ کرتا۔ اسماں میں اُننا



کے جو کلیوں گا رہے ہو ؟  
”نبی اور چوتھے آدمی کی تلاش میں“  
”اگر وہ تھا۔ یہ طرح میک آپ میں ہو تو ..؟“  
”دیکھا جائے کام بچ کر کہاں ہوں اپنے حیثیت کے حکم سے  
کر رہا ہوں۔ نہ انکھ مدت ہو چکی“  
”کہیں مارے نہ باہا“  
”بجی یہ سون کہنیں نکلا کر والپی ہو گی“  
”دلی آدمی تو بکر کس کام کے“  
”کیا بات ہوئی ؟“  
”جنت کے بغیر آدمی مکن نہیں ہوتا!“  
”اس اغتر بے کثی پار تک ہو چکا ہوں بلکہ بہتری لکھیں  
تواب مجھ کل سمجھنے لگی ہیں“  
”ہیں نہیں سمجھی“  
”بختوں کا ایم ہے میرے پاس“  
”وہ جنت نہیں ہوں کہاں ہے“  
”جنت وہی ہے جو الحمد و دہو۔ حمد و بور بوس  
بن جاتی ہے“  
”کسی نے تھاں بھی جاما ؟“  
”انی شامت رہ دوئی بھی نہیں تھی“  
”وہ برسا نہ بنا کر خداوں ہو گئی تھی۔“  
”او۔ وہ دیکھو۔ وہ لمبادی ... اس قہوہ خانے میں  
داخل ہو ہے“ ”حمد بولا“ ”ڈرایور گارڈی رولک دو“  
”کیا فنگ ہو گی صاحب ؟“ ”ڈرایور نے پوچھا  
”ماں فلمت کر۔ وہ برا بخ منٹ کا لیک روپہ“  
”دونوں قہوہ خانے میں داخل ہوئے۔ وہ باخبر ایک  
مہا آدمی تھا جس سمت بھی سنگ ہی صیبی تھی بکہ وہ شلوار  
قیمیں میں تھا اور سر پر اعلیٰ قمکی کلاہ اور رنگی قمکی۔ اُن دونوں  
نے ایک میرز بھالا لی اور قہوہ طلب کیا۔  
”ہن میک آپ میں بھی ہو سکتا ہے“ ”فیض آہست سے بولی تھی۔  
”خاوش ہے تو اس کی صرف دیکھنے کی می مزروت ہیں ہے“  
”یکن وہ آدمی فیض کو بدستوں گھوڑے جاری رہا۔  
حمد دم مارے بیٹھا۔ قہوہ آیا تھا اور دونوں پینے  
لگے تھے۔

فیضی سے الگ ہو کر پھر شہر کی طرف پلٹ آیا تھا۔

”بہت خوب۔ جملائیوں ؟“  
”کیا یہی نہیں ہوں ؟“  
”میری قریب کی اندر کزوڑتے“  
”فضول باقی مت کرو۔ اُن تم مجھے معلوم کجھے بتے ہو تو معلوم  
ہوں ہی پار کے مستقیم ہوتے ہیں“  
”ہمار سیماں صرف بچوں کو پار کرنے کا رواج ہے“  
”بو۔ سڑ کر۔ سخت ہے جس آدمی ہو“  
”تمہی کچھ دیلوالا اس کے شرم ماحاش کی ادا کاری پے سند  
کامیاب۔ تی تھی۔“  
”ہمارے بیان کی لڑکاں بھی اسی طرح نہیں شہماںیں“  
”میں اُنھیں جلا جاؤں گا۔ جاں“  
”ناموٹ رہو۔ وہ جنم جلا کر بھی۔“  
”اسخیں فون کی تھنی تھی اور جیسے جھپٹ کر پسوار  
اٹھا یا تھا۔“  
”بیوں“  
”بیوں وہ ماں تھیں میں بولاتیا۔“  
”آپ کی کاں بے جناب ؟“ ”اپریسیٹ کیا“ ”بات کیجیے“  
”دوسری طرف سے فریدی کی آواز آئی“ ”وہ اب دلکشا  
ہیں ہیں ہے تلاش جاری رکھو“  
”یہ زری بست بور کرتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں پناہ  
تھیں آئی بُری بُریوں سے نہ لڑ نہیں رہتا۔“  
”اُن کی باؤں پکان نہ دھروا۔ پتے کام کے کام رکھو“  
”تو پھر آپ می سے یہ سد و میری کا انتظام کر دیجیے“  
”دوسری صرف سے سلسہ لمحہ جو نے کی اواز آئی۔“  
”کون تھا ؟ تھنی نے پوچھا۔“  
”میرا باب تھا۔ پوچھر راتا کریں نے ایک غیر نکلی عورت  
سے شادی کیوں کریں“  
”چچا اُنواہ وہ حصیں شادی کے قابل سمجھنے مچاہے ہے“  
”حیدر اس کے اس دیکار کو بڑی دھانی سے کیا تھا اور  
بولا“ ”تم اب تک تاریخیں بُوئیں۔ ہمارا ہر جعل رہے ہیں“  
”وہ تباہ رکور پاہن لکھ لیتے تھے۔ حیدر سے یہیں بن لیتے ہوئے  
ڈالپور سے کہا۔ میوں ہوں“  
”کیوں۔ بھول کیوں ؟ فینی نے پوچھا۔“  
”وہ پر کا کھندا وہیں کھائیں گے۔ جھیٹی اور سبز میرے بیٹھ کا  
کوشت ہیں۔ مل اتے۔ کبھی کھائی ہے بیٹھ ؟“  
”کیوں ہیں ؟“ ”بھی سیری محیں نہیں آتا۔ اُنکام ختم ہوئوں

سکتا ہے۔ یہی آپ ہم دونوں سے واقعہ ہوں یا یہ کر فتحے  
خان کے دلائے کی طرف چلا گئے۔ بھائی تھی یا کوئی بھائی تھا۔  
”تم میں۔ جناب“ ”وہ بڑی طرف کامیاب تھا۔“  
”فضول باقی چھوڑتے ہی میں بھی پیمانہ بھائی تھا۔“  
”اوی بولا۔ پھر وہ فتحے تھیں کہی بھائی نہیں بھیجا۔“ قم  
استقامت پڑی۔ ملکانے تھے قیان فیان کے دلقوں سے بھیجوں سب مجبور  
ہیں۔ یہی چاہتا تھی تو میں سزا سے رہ پا سکت۔“  
”میں ہی آپ کے خالہ آج بھک کی اور سے مغلوب نہیں  
ہواں“  
”پھر زندگیاں خطرے میں ہیں۔ تم نے بھی نامعلوم ریڈیو  
اسٹیشن سے وہ دھکی سئی ہوئی“  
”جی ہاں اولین یہی کیا تھا ایک ایک منٹ پر  
دونوں جہاڑا ہو جائیں گے۔“  
”لختے ہیں ہوں گے جو تھا۔“  
”بھیں“  
”یہ تو پہچناب“  
”اس جکڑ کو تلاف کرنے میں میری مد کردہ جہاں سے وہ  
ستیوار کو تکڑل کی جاتا ہے“  
”تلش بھر کرنے پر یہی کیوں کھو دیگ کوئی سمجھے  
کا علم نہیں ہے۔“  
”تو وہ دلکشی پر مقام ہے“  
”گرامبرست اسی“  
”فریدی نے جیبی ملائمیر کا سوچ آن کیا تھا۔“ میں پھر  
”پی تھری فوری“  
”ڈی لائٹ میون۔ میں اُس آدمی کو دھکو“  
”اوکے سڑک“  
”اوہ دلہتیں ہیں۔“  
”اب تم رات ہیں مزارو“ ”فریدی نے پیال کے سترگی  
طوف اشارہ کر کے کھا۔“  
”بہت بہت شکری کرنی“  
”اُن قہیرے کام تھے تو تھاری بھی سزا معااف کر دیتے کی  
پوری کوکش کروں گا۔ بھی بھیں بلکہ تھارے کم کے ناپندیدا  
ازلی کو فرست سے بھی تھا۔ امام خاریز کا دیا جاتے گا“  
”میں ہمکن کوکش کروں گا۔ پیٹھی کہ جو کاہوں“  
”اور اسے غیری دہونے پڑے کہ تم مجھے مل یعنی ہو“

"یہ جنہیں پہلے ہی بند کہلاتا تھا سُنگ کی آواز تریب سے آئی اور فریڈی ایک بلے تھک کی اوٹ میں ہو گیا جانشی میں اس نے بڑے بچل والے اس چاؤکی چک دکھل کی جو شفہ ہی کے باقی میں باہما تھا فریڈی نے شین پسل ایک طرف رکھ دیا اور اس کے قریب پہنچنے کا تھا لارک نے کھائیں شیلیاں نے بھی خطرے کی کوئی تکھلی تھی جہاں تھا ہیں لگ گیا۔ فریڈی نے ایک بڑا ساق پڑھاں میں لٹھا کہا اور سُنگ اچھل کی طرف پھوٹ دیجیو..."

آپری اہمتر رینگنا ہوا اس بھکری جان بندھا جس کی اوٹ میں فریڈی کی پچھا ہوا تھا۔

فریڈی اب اس بھکر کے اوپر چڑھتا تھا جیسے ہی سُنگ فریڈی بنیجا اس نے اپسے چھلانگ لگادی سب سے پہلے اس کا باہم اس کے چاقو والے اتھر پر پا تھا پہاڑی بندرا ب اپنی پیر مناٹا ہوا۔

چاقو سُنگ کے باہم سے نکل کر اچھاتا اور ڈھلان پر چلنا چلا گیا۔ سُنگ سانپ کی طرح پھکلتا ہوا اس سے پٹ گیا۔

شاہد پاشی کر کرے والی جرف فریڈی پر آمدنا چاہتا ہوا۔ یکیں خود فریڈی نے اس کی پڑھ کی پتی پر ایسا بادا بادا لکھا اسے

چھپی کا دودھ صیدا گیا۔

"یہ کہتا ہوں اُن کا بتا دو ہی ول میں توں دیے جاوے کے سُنگ کر لے۔"

"بیسے میرے بیرون کی ناک میں اب تم غرفت سے۔

ہجھکلایاں ہیں تو میری گرفت نے نیں نکل سکو گے۔

بھر اس نے چاہیے اس کے باقیوں میں ہجھکلیاں ڈال دیتے ہیں کوئش کی تھی۔ نیک سُنگ کی یام جھیل کی طرح اس کی گرفت سے بھل گیا۔ اس نے غیب شی جھلانگ لگانی تھی اور فریڈی میں پسل اٹھا کر اس کے پیچے جھسختا تھا، لیکن چھلانے کے کسی کے ہاتھ آئیں سُنگ کا دودھ رکھ پتاں تھا۔



جمد اور فرنی بخہر ہے تھے۔ لہجہ کی مراحتا اور ڈل بیٹھ... یک دلوں کے دمیان متعدد ٹکیوں کی ٹواری تھی۔

دقائقوں کی گھنٹی تھی اور دمکروٹ بدل کر اٹھا تھے

الام والی گھریلو ہیں جیچاہیں چھوڑتی ہیں۔

فینی اُن کی بیٹت پر ماتھا دکر بولی۔ قلنگی گھنٹی ہے،

کسی کی کال پر اٹھو۔

فریڈی نے آواز کی سمت فائز کے تھے۔

لہلہ جگنگی آٹا لگنگی گورت کی تھی۔ تمہارا ہو۔۔۔ میں مریتی ہوں۔

۔۔۔

پیکن خوشی اُسی چاندن کی اوٹ میں چھپا رہا۔ عورت کبھی

نشیب میں دوڑ جاتی اور سچی چھنگی توئی پھر اپر آجاتی۔ اس

چاندن سے اُس کا فاعل ریادہ ہنس تھا جہاں فریڈی پھیپھی اٹھا۔

"یہ تھارے اغیر مر جاون گی فریڈی! وہ بھوٹ بھوٹ

کروئے ہی پھر جیخ جیخ کر پہنچی۔" تمہیں اُنکے... تو اچھا

دیکھو..."

اُس نے سانس والی چاندن کی طرف دنوں ہاتھ پھیلا

دیتے تھے پھر اسی معلوم تھا اس کا جان پر بھلی گئی ہو۔

چاندن ریزہ ریزہ ہو کر غبار میں اور یہ غبار دھونگی کی طرح

اوپر اٹھنے کا چلیا گیا۔ فریڈی چاندن تھا اُس کی طرف

میں سی قدر مشترک ہو کر وہ غبار پھر کھا گا اور آپر اہم سُنگ

آنے کا کاب وہ ایک پھکلائی تھی۔ غورت میں دھلتا جا رہا

تھا۔ پھر فریڈی کا انکھیں جست سے بھیں گئیں کوئکہ یہ خدا

کا ہجھرنا۔ جگلکار اور دیوبھکر جنم۔

"اب تم جو ہے مال کہاں جا گئے؟" عورت قسمہ کا ہجھن۔

فریڈی کا تھا اس سے پچھے جھکتے ہو کھیجی جس طرفے کا

اعلان کر رہی تھی۔ چلکے عجھکے جسم سے اس پاس کی چاندن

کے اور پچھلے اسی تھی۔ وہ بچہ ساہی تھا اچانک کی آدمی

اس پر ٹوٹ پڑے۔ ساختہ ہی کی قدر دُورت اور آزادی۔

گرجانے سنیا ہے۔

آواز اُس نے صاف بچالی تھی سُنگ کے علاوہ اور کسی

کی آواز نہیں۔ تو سکتی تھی۔ جگلے تھے ہی ملے اس کا جگہ

اور کوئی ہوتا تو اس ان کو میٹھا ہوتا۔ یکن یہ کرتل فریڈی کا جگہ

اپنے در کا ٹیک ترین آدمی۔ پانچ آدمیوں کے رعنے سے اس

طرح نکل چکی تھا جس کا جھونکا رکھا ہوا۔ وہ اُس کے پیچے دوڑ

رہے تھے۔ اسٹر ٹکری نے بلٹ کر میں پسل کے پیچے دوڑ

فال اتھا۔ ٹکلیوں کی بوجھار کلا اور دل پر جو گئی تھی یہک وقت

تین جھنیں فتمانی گئی تھیں اور فریڈی حافٹ نکلا چلا گیا تھا۔

وہ حکل اور کوئی نہیں تھے، اسکے باعثے کی جگہ نہ کر سکے

یک شیل سُنگ نے بچاہیں بھوڑا۔

"مجھے سے کی کریں جائے کرنل۔ اُس کی آواز آئی۔

تیل کچھ رہا ہوں۔"

فریڈی نے آواز کی سمت فائز کے تھے۔

"اوڑ جنم توور... سُنگ کر لام تھا۔

"پیارے آیا جان مجھے کیس پر جھوڑ پڑھے؟"

"تم تھے کہاں پک سُنگ نے غصیل بھیجیں ہے۔

"نکل بھاگا... ملک تمہارا ہے۔"

"عقل تین کر رہا تھا۔ اب تم دیکھنا کر کیتا ہوں۔ تم نے

لے سچا ہے۔"

"کس کو؟"

"کیپٹن حیدر کو۔ اگر میکسی میں اور لڑکی غالباً فیض ہے۔

میک اپنے پیٹ کا اندازہ ہوتا ہے۔ اب میری عقل مزید

تیر جو گائے ہی؟"

نیچے طویل سانس لے کر رہا گیا۔ وہ کیپٹن حیدر کو تھا۔

سکھا سُنگ نے خاید پہنچنے بھیجا تھا اصل تھیں کے تھیں

میں سی قدر مشترک ہو کر وہ غبار پھر کھا گا اور آپر اہم سُنگ

آنے کا کاب رہا۔ تھا۔ دیکھ کر یہ سُنگ کے پیچے مقصد

میں کامب رہا۔ تھا۔ دیکھ کر یہ سُنگ اس کے پیچے چلتا

طرح ہی تھا۔ اب جام کیا ہوتا ہے؟

"اوہ... مرزوو!" تھوڑی دیر بھر سُنگ بڑا ہے۔

"کیا ہوا؟"

"میکسی پولیس ہرگز کوئی کہا وئیں مداخل ہو رہی

ہے۔" سُنگ نے کہا اور رُڈ اینورس بے بولا۔ قام گاڑی بائیں جانب

موڑ کریدھے جلتے رہو۔

"میکسی پولیس ہرگز کوئی کہا وئیں مداخل ہو جائیں ہے۔

ڈرائیور نہیں کہا۔"

"بھی صدر دراز سے گزر کر باہر آئے تھے۔ وہ اُسے بھیتھے چلے

آئے ہو۔ چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ تھیسے کی کی ملاش ہو۔ وہ مرا

تھا۔ اور سُنگ پر نظر پڑتے ہی سپتے تو مٹھا کھا پھر قریبی کی گئی

ہوئی۔ یہ کی طرف بلکھا لیا۔

"فی نیٹھ کے بوتوں پر مکاہیت دیکھی۔ اُس نے اپنا

ڈینا کسی قدیم لینک کے جھنپ دیکھی۔ یہ کسی روائی کے بعد

ہی دو گاڑیاں اُس کے پیچے جھبٹی تھیں۔ سُنگ نے دینا بھین کا،

اوڑو دکھنے کے لئے سے لئے ہیں۔ ہمارے پولیس اب فی بھی جیھنیں

ہنہاں چاہتا تھا۔ اگر اس وقت سُنگ نکل جانا تو اسے پھر ادھر

لہنچا رہا۔ تھا۔ اس پولیس کی تھیں اُس نے چھلانگ لگانی تھی اور گاڑی

کی گھریں سے گزرا ہوا۔ سُنگ کی گود میں جا پڑا۔

اور سُنگ کو ڈھونڈتا پھر بالا اس نے جو چاہیں شیاں کے بالا رکھا۔ ہمیں دیکھا جائے۔ ہم سکتے ہیں۔ وہیں کہیں رکھا۔ ہم سکتے ہیں۔

محض حرامزدہ ہیں طویل تھا۔ اس کے پیچے مارتا تھا۔ شاید ان

سے گالیاں سن کر مخطوط ہوتا تھا۔ اسی کے لیے دیکھا۔

سُنگ کو ایک بالا خانے سے اترنے دیکھا۔ وہ بڑی بیڑے وائی

سُنگ کو ایک جان بھیکے کا اندازہ ہوتا ہے۔ اب میری عقل مزید

تیر جو گائے ہی؟" سُنگ رہا۔ تھا۔

سُنگ کے پیٹ کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی دیکھ کر یہ سُنگ کے پیچے

فی کارپ کر دیے ہیں پیش نظر میں کوٹل کے پیشہ میں اس کے پیچے

حماقتی ہو۔ پھر اس کے پیچے میں پر فاٹر کر دیے ہیں۔

رہا۔ پیسے میں صوس گر کر تھا۔ اس کی بھی جگہ ایک کی جلی

ہے۔ یہیں کہے اس کی پرواہی تھی۔ وہ طرح محفوظ تھا۔ اگر وہ

فریڈی کے اکوئی تھے تب ہی اور لڑکی ویلیٹ کے تھے تب بھی۔

اُس کے سُنگ کا تھا۔ جاری رکھا۔ اس کے سُنگ جاتے ہے ایک

شوہری دیر بھا اس نے سُنگ کو اٹھا۔

تو اس اگر رہا تھا۔ سے اس قبوہ خانے کا پکڑ کر رہا۔ اور صدر رہا۔

موزگی تھی۔ دفتار کاڑی کی طیش بورڈ سے آواز آئی۔ دکی ہوئی۔

ادھر کیوں مٹا گئے؟

"میکسی پولیس ہرگز کوئی کہا وئیں مداخل ہو جائیں ہے۔

ڈرائیور نہیں کہا۔"

"اب کدھر جا رہے ہو؟"

"جھر سرہاں کا گھن ہے۔"

"ہمارے لیے کیا حکم ہے؟"

سُنگ نے ڈاریو سے کہا۔

ڈینا کسی قدیم لینک کے جھنپ دیکھی۔ یہ کسی روائی کے بعد

ہی دو گاڑیاں اُس کے پیچے جھبٹی تھیں۔ سُنگ نے دینا بھین کا،

اوڑو دکھنے کے لئے سے لئے ہیں۔ ہمارے پولیس اب فی بھی جیھنیں

ہنہاں چاہتا تھا۔ اگر اس وقت سُنگ نکل جانا تو اسے پھر ادھر

لہنچا رہا۔ تھا۔ اس پولیس کی طبقہ اُس نے چھلانگ لگانی تھی اور گاڑی

کی گھریں سے گزرا ہوا۔ سُنگ کی گود میں جا پڑا۔



"اپنے بابا کے قاتلوں سے انتقام میتا پا ہتی تھی؟"  
 "وہ دل کا میرین تھا۔"  
 "بایک میں نہ کیا جائے تو اتنی جلدی نہ مرتا۔"  
 "تم لوگوں نہ شہریوں کے لئے واقعہ ہو گئے تو پھر کیوں نہ  
 اعلان کرو؟ اگر کوئی وقت کے لیے بینے نہ پہنچ جائیں؟  
 "بما خیال ہے کہ صرف تمہارے فراہم کردیا تو قوت ہی  
 خدا کریں بلکہ ساری دنیا کو پور کر تے کیا فائدہ؟"  
 "دنوفروزی کو تو لوں کی نیلی اب بے حد فروزی سے؟"  
 "سارے قرتوں کو کبھی علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں؟"  
 "کچھ دنوں پہلے تمہاری حوالی میں دی گئی تھیں؟"  
 "اور جسم نے اٹھیں ایسے طیار سے پرےوار کیا تھا؟ اسی  
 جانش کوہ فیروزہ کے پیے چارڑو تھا۔"  
 "گر کی کھنکھا تھا۔"  
 "اٹھ کا کتنی نیشن کا؟"  
 "فریدی جانتا ہو گا... مجھے لیکن ہے۔"  
 "کچھ دیر خاصو شی رہی پر سرگد۔ بولا تھا: نہیں ہمارا تھا  
 نہیں ہو رہے، من شہر تھا۔"  
 "کلایی سڑک چوڑا ریک طوف کی دھلان میں اتریں  
 تھی راستہ خڑکاں تھا۔ اشور کی ذرا سی غلبی ہلاکت خیز قربت  
 ہو سکی تھی جیسے حق سے دانت بیٹھا ہوا پھر ایک جگہ کاڑی  
 کل کئی تھی اور سمجھ نہ کہ تھا۔ دیکھو اس کے مقبرے پر ہم نے  
 کتنا شاندار گھر تراشا ہے۔"  
 "جھینے سرکھی کی دیکھامائے فلی چلن پر فرمی کا دیکھ  
 جھنگ کھڑا تھا۔"  
 "الحمد لله راست میں چکتا تھی ہے: "ستگ بولا۔" اب چلو  
 اپنے مقبرے کی طرف، کافری سے اڑاؤ۔"  
 "وہ دعا زندگی کی تجھے اڑھا اور اس کے پتوں کی نال  
 چھیدک ٹھوٹ اٹھی ہوئی تھی۔ جس کے بعد وہ ساری آنکھ اڑھو  
 ہی، غیر منہیں تھا۔ اس کے پاتھم ہیں لالنگ۔ بیخ والا خاشہ  
 چاپائی کا یلو اور تھا۔ وہ ایک تنگ سے درے میں داخل ہوئے  
 تھا جس کو اپنی فردیت کی فرشتائی ہوئی تھی۔ اور وہ پکار گئے  
 تو اس بددہ لفڑی کے دھنیکے پر اسیں پڑھا۔  
 "کچھ کوئی کوئی تھے۔ وہ غفتہ نہیں تھی۔ تھی گئے کچھ دوپتھے  
 کے بعد جید کو اپنے گھٹتے سے دوچار جو ناپڑا تھا۔ اس کی تھیں  
 نہیں آتے تھا۔ وہ نہیں تراشائی ہو گا۔"

ستگ تھی۔ کے پیے دروازہ کو ٹوٹی دی۔ بعد  
 ان دونوں کے درمیان پھنسا ہوا اونٹا۔ اول کاری کی نامعلوم میز  
 کی طرف اٹھی جا رہی تھی۔  
 "آں۔ شاید ہمارا تھاکر کیا جاتا ہے؟ دعویٰ سنجیں لا۔  
 "اکرم کرکل بر قابو پکے تو درقب کا سوال بی پیدا  
 نہیں کرتا۔ جیسا۔  
 "لیکن۔"  
 "ہم نے اپنے مکھ سے روکا کاہنہ نہیں کیا کہم کہل جا پڑے ہیں؟"  
 "بلعک در کر۔ ہم تو یوسنگ برا سائنس نہ کرولے۔  
 "صحت، یعنی کہ وہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن میں اس بیشتر  
 نہیں کر سکن کرم کریں۔ قابو پا یعنی ہو۔"  
 "کہیں قوم خود دھکھو گئے تھا۔ میں یہ مت اچھا لے رہا ہے۔  
 "بکاں بند کر دو۔  
 "کپڑیں جید اتم اوس اس وہم میں نہ رکھوں گے۔ ناتھ کی تھیں جو۔  
 سمنگ اربٹ کی تھیں جیسے دیتا سے ہے۔ اس پر کا وہ بادوں  
 کا قدر دیں ہے۔"  
 "مرسٹنگ اسی یونیورسٹی پر تھے میں کہا۔ کرتل یونیورسٹی میں  
 ہے سب کا اور سبھی۔"  
 "کچھ دیگر بعد تھا۔ یونیورسٹی کے احتجاجیں اور کریں میں اپنے طبقے  
 والوں جو کوئی اسلامی ڈیجیٹل دوڑ کے تھے۔  
 "اُن تھوڑی سی کمپنیوں کے احتجاجات کا پابندی اول  
 سمجھنا تو، شاید اس نے یہ میرے نام سے جو شے ہے۔ اس میں ابھی طرح  
 طرح دی کو کوئی نہیں۔"  
 "میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ مجھے کسی بارت کا ملٹھنیں؟  
 "اُنی ہارم دنوں پیش نہیں کیے تھے۔ اس کے پیسے ایک کریڈیت کیا  
 چھیدک پڑھا اس کا تھنڈی فرمی ہیں الجھا۔ واقعہ اُن سے  
 سچاں اول رہا۔ تو اس پارٹی ایڈیشن کی کوئی ٹامنگی  
 نہیں کیا۔ اس کے پیسے ایڈیشن کی کوئی چامنہی تھی۔  
 حکم خالا مگر کی خلافت پر دن اڑنا پا ہے تھا۔ کلایی تھر قنادی  
 سے راستہ کر رہی تھی۔ ستمگان ایکھیوں سے چھیدکوں کے جا  
 رہا تھا۔ پھر اس کی کوئی تھی۔  
 "لاری کاہنی؟ اُنکی لیکر پر ایڈیشن کی کوئی ٹامنگی  
 تو اس بددہ لفڑی کے دھنیکے پر اسیں پڑھا۔  
 "پاٹاں کی تھیں میں ہے۔"  
 "تمہارے ساتھ کیوں ہلی اُن تھیں؟"

تو پھر کوئی اسی کی کھلڑا ہوا اور اس کے اپنے مالک جھوٹا کے  
 مطابق بھی بڑی بھتیں۔ اس سیارے کو تباہ کر دینے کی فکر میں  
 تھا۔ کچھ میزائل بردار ایک ملادگی طوف رفاقتی کے  
 تھے۔ یہ میزائل بردار اسی طوف رفاقتی کے  
 تباہک شیخ ظاہر کیا جا رہا تھا۔ اسے تباہ کرنے کے لیے پھٹکے  
 دشکش دینے کے لیے رواتے کو احتیاطی تھی کہ دشکش  
 کھٹکا گیا۔ معاطل کی وجہت پر ٹھوکی کر پیلاتے کو کوئی سنت  
 کی قبولی پڑی۔ اپنے بیٹوں سے جائی۔  
 بہرحال اس کا مطلب تھا۔ بیٹے میں الاقوای بیٹے میں جس نے جو وہ  
 سپاہی ملک پر جایا تھا۔ طاقوں کو ملک میں کر رہا تھا۔  
 اُن کے محروم ہیں کوئی ایک جہاں تباہ کر دینے کے بعد  
 اپنے مالک سے پہنچتا تھا۔ اس کے دوقوں طاقوں کے ایک  
 اکتوبر کے شنبہ اسی سیارے کی نشاندہی کر دینے کے بعد دھمکی دی تھی کہ اگر  
 ان ملک میں قید رہے لیتا۔ کے الجھنڑ رہا۔ کیونکہ اسی کی  
 میزائل کے سارے شکنی کی نشاندہی کر دی جاتی تھی۔ اس  
 زیر و بیٹھی تھیں۔ تھوڑے کھٹکتی صوت۔ اس کی جھنڑی کو  
 رہا۔ اس کا ملک کی کوئی نہیں تھا۔ پھر اسی طوف اسی  
 رکھا۔ قیمتیں اپنے کوٹ اور ملکیں اسی طوف اسی  
 رہا۔ بیٹھی جو اس طوف اسی طوف اسی طوف اسی طوف  
 اجنبی تھے۔ اس ایڈیشن کی کوئی تھی۔ وہ سوئی سسر  
 سمنگ تھا۔  
 "کہاں یے چلو گے؟"  
 "آپ کی کمپنی سیں۔ بڑے۔ ماحصل پہلے ہی اپنے تھری  
 میں تشریف کے گئے تھے۔ اسی کے بعد نہیں کریں گے۔  
 کام نہیں بیل کی تھی کہ وہ خواست کی تھی کہ ان ملک میں قیاد  
 تو ہو جائے۔ تھا اور وہ خواست کے قوتوں سے ان بڑی طاقوں کے  
 سفارت خالوں میں ہیں۔ جو نامعلوم رہی۔ یو اسٹیشن سے  
 لکھا کر جانی پڑے۔ اس کے اپنے ملک کی کوئی تھی۔  
 نہیں کچھ تھیں۔ میں شرافت سپیش اکھوں؟"  
 "جید کو کم سے باہر نکلنا۔ اسے اسے اسے اسے اسے  
 چل رہا تھا۔ کیا کر رہا۔ اسے بروں کے بعد ملنا  
 نصیب ہوا۔ بڑا۔ باہر ایک سیاہ تنک کی کلائی کھڑی ہوئی تھی۔  
 اس کے بعد روم سروں کو بیدار کر دیتی تھی۔ میں ہوتے ہی  
 اس نے غصہ فردی کے گٹھکوں کی کوششی تھی۔ کھڑی ہوئی تھی۔  
 رہی۔ کھڑی دیکھی سات نج رہے تھے۔ ناگھن۔ اس نے عوچا



## مکوہیہ تھی مولیٰ

[۶]

صرف پاپ نہ زندگی صن تھی جاندیر پر بیچاڑے گا؟  
 "لیں۔ یکیں ہو پڑی احمد ہکلائی  
 رام گڑھی صن بھجات کر رہے تھے۔ رام گڑھی پہاڑیں اس  
 ہٹھوں اپنے سے اُنی پڑی ہیں اُنھوں نے ان کے لئے کام کیا  
 اور جس تھی ملائی تو ان کی گردان کاٹ دی گئی یہ سب کچھ ہری  
 ہٹھوں کے ساتھ ہوا تھا انہیں سب کچھی اگلاریاں نہ کرنی تو  
 تنظیم سے غلام کی مرکس شہر ای جانی۔ وہل مون کسی کا کلب  
 ہے، لیکن کسی کی بیٹی۔ سب تنظیم کے کل پڑے ہیں یاں کیا ایرے  
 دل تے اسے حلاں کر لیا ہے۔ نہیں نہیں۔ یہیں کے چونکی یہاں کی  
 ہٹھوں میں اس ہو پڑی ہیں ان کا جھینتا میتا ٹھوں ہڑو ہڈھوں گی۔  
 "آنھوں نے تھیں پہلی آنے دیتے ہیں اس میں مکھنے کی بھست  
 نہیں کی تھی۔ بندرا ہستہ آہستہ کھسکتا ہڑاد سری طرف جارا تھا،  
 یعنی پہ دھرپٹے کے بعد راستہ مسدود نہ کر آیا۔ وہ دوسرا طرف  
 نہیں جاسکتا تھا۔ اس میں پھر آگے کی ہٹھ کسکنا شروع گی۔  
 دراٹے کے سرے پہ بیچنگ کر اس نے سرکالا تھا اور چاروں طرف  
 دیکھنے کا تھا۔ دوڑوں مک گولی ہی دھکلی نہ دیا۔ وہ پھر کئے  
 میلان میں نکلایا اور لیک چڑاں پر جو ٹھوٹے گا۔ اس طرف کے پہاڑ  
 جھبڑنے تھے۔ جلدی چھبیدے کے قابو درخت نظر کے پھر تو  
 اتنے حصے تھے وہ جو کوئی چھپا کر کتاباً اس فہرست دوڑتے  
 جلتے پر اسے اندازہ ہو گیا تاکہ وہ ہیجانا چاہکا ہے۔ بلڈاپ وہ  
 جدا ایجاداً نہ تھا کہ اسے پہنچنے جانا چاہتا تھا۔ تھا انہیں چھوٹا  
 سا غار تھا جیسا پہنچنے کے لئے اس کے ساتھ ملائیں تھیں۔ اسی قدر سامانِ اکٹا  
 کیا تھا اسی سامان میں ایک مشین پیغول اور اس کا ایجوفش میں  
 شامل تھا۔ پھر دیر تک پیس و حركت کھڑا رہا تھا، پھر اپنی  
 کھال اترادی تھی۔ کھال کے پنج بیٹ پروفتی و جو جو تھا عنقرخ  
 کی ہوئی غذا کا ایک قبہ کھولا۔ اسراہستہ آہستہ کھلنے گا۔ ویسے  
 اُس کے کان بھی ہی لیکی آہستہ پر کچھ بھٹکتے تھے اسی علوم ہوتا  
 تھا جسے خطر سکی بو پار جبر جائے گا۔ درندنی کے عہد کا کوئی  
 تھخسا اتدی اگر رہتا تو دفتاؤ اس نے رچ مج کسی کی آہستہ نہیں  
 اور دیتے کوچھوڑ کھشن پتوں سنجالیا اور غار کے دلنے کے  
 ایک طرف بوجا تھا دوست! باہر سے آواز آئی۔ اس تے مشین  
 پیغول کی نال جکھکا۔ دوسرے ہی لمحے میں فربیدی عماریں  
 حاضر ہو گئی۔  
 "جلدی والپی ہو گئی تھاری" فربیدی بولا۔ شلیڈیں نے  
 فاشروں کی آوازیں بھی سنی تھیں۔

"اویاب ان پہاڑوں سے ٹھوٹ اینہ صن نکالا جائے ہا۔"  
 "میں نہیں جانتی۔ بیمار تو اب تم و دوں کے قتل کا سامان  
 ہو رہا ہے۔ تھی میری کوچہ پاریجاتی مانٹری جو جادی جائیں گی۔"  
 "پاکستان اپنے ہم فحکل سمیت اسی تا بلوٹ میں اترے تھے۔"  
 "یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتی۔ اسے دیکھ کر میں اپنے حوال

"لیں وہی میسے تھا قبیں تھے یا قبیل بولا؟" شمال مغربی حصہ  
 لکھنؤ سے ہے پر نہ بھی اوہ سرسے پر دار کرتا ہے تو انہیں  
 علم ہو گیا ہے۔ نیز اخیاں ہے کوئی آنٹشندھی کر دیتا ہے؟  
 "مشتری حضیر تو سنسن ہے۔"  
 "جو کچھ ہی ہے شمال ضریبی ہی تھیں میں سے قبیل بولا۔ چند  
 طے ناہوشی سے قبیدی کو دیکھتا رہا پھر بولا۔ مکنیں یہ بات میری  
 بھیجیں ہیں آئیں اُپ اتنی بڑی بھیجات تھا۔ تھا کرنے نکل  
 کھڑے ہو گئیں؟  
 "میراں تک کاریکار نہ اسے گلیوں سے بیک ہے۔  
 عین اسی کے جب تک واضح ترین ثبوت ماہیں آئیں میں  
 مکے کو پورا ہٹ نہیں دیتا ہوں۔ ظاہر ہے کہ اسی مورست میں  
 افرادی اندھیکے لے گئی گا؟"  
 "اپ کاظمیکار نہ لاد بھی خطرناک ہے۔"  
 "خوش ہی سے میراں رویت ہے۔"  
 "پہنچنے کو ٹھوٹے کی پیٹھ لیجیں گے۔"  
 "ویسے گے خفریہ کے پیٹھ لیجیں گے۔"  
 "تو بھر ان شب کو شمال مغرب تھے کی رہی۔ قبیل بولا۔  
 "ہاں آئی اور صڑی۔ تھے لڑکی کا یہ گھوٹا؟"  
 "محفوظہ تھوٹوں میں ہے۔ اگریں تے دن بک اس  
 کی خوبی تو وہ متعلفہ سفارت خانے میں پیچا دی جائے گی۔"  
 "نی بولا۔ اور وہ لڑکی بھوک آپ سے مکھلی تھی۔"  
 "فھی یہ لٹکوں کی ہے اس کے ساتھ کیا جاتی ہے؟  
 "انھوں نے محروم ہاتھ دینے کے لئے اسے جاری ملایا تھا انک اب  
 دوسرے کے لئے کام کر رہی ہے۔"  
 "اپ لوگ یہی نوش تھمت اب مجھے پیچھے رائی میں  
 نہ دالی اور کام کس کے آہماں ہوں؟"  
 "ٹھیک... سلک افسوسی کے ساتھ بولا۔ اپنی نیفیں  
 کاٹیں جیکی تو تسلی کہیں۔ نیں کسی کی جیکیتی نہیں، بھوکی کو کھیہاں  
 دریافت کرے وہ اسی کاہے؟"  
 "میں کچھ لگایا"  
 "تو پھر تیرا بوجا کو؟"  
 "اویاب... یہ جید نہ بیشی کی طرف دیکھا۔"  
 "اس نظام کا سات میں ایسی ساری زینیں مفت نہیں ہیں۔"  
 "کوئی مگر جیسا ہو۔ آخر خود کوئی بھجتے ہو۔"  
 "میں ہمیں ہماں ہماں سرخیوں میں ہڑھیں جائیں گی۔ یعنی وہ طوفان  
 اور تھبلاں میں ہماں ہماں کھیکھی کی دیکھیں ایسی وقت سنگ نے ہوں۔ چرچہ دید

خویی دیر بعد پھر پھر شروع ہوا تھا رفعِ حکوم کر رہا تھا اُن کا رُخ غال کی طرف ہے پھر جلتے پڑتے گورنِ عزوف ہوتے تھا تھا جیسی کی حالت ابتر تھی۔ نے اُن کا حکوم مل بھلا جا رہا تھا اُن کی قدر اُبلاہی تھا کہ وہ ایک گھری وادی میں اُترتے گے۔

”آلماء... فتحِ اہستہ سے بولا“ تو انہوں نے تو میں بیند پر قبضہ چاہ کر لے گئے۔

”تو پھر تاری طرف بکام کرنے کے نہ ورت کر تھے“ حکم بولا۔ ”ٹھوں، یہ نہ صحنِ توحیدی ہی پہنچا یوں سے کمالا جارہا ہے۔ درا دھر دھکھنا دانتی جانب، میرا نماز، مغلابتیں تھا۔ وہ رہا کا الائچگی پیدا۔ فی الحال خالی ٹپٹھے، میں راکٹ ہیں سے بھی کوئی ہوگا۔ این حص کی کافول کے قریب ہی اس کا تجھہ ریا وہ بیکار نہ لے گا۔“

”تو پھر نہ ورنگ اسیں کہا ہیں ہیں ہو گا اور وہاں سے اندھن لانے کے لیے ریل کی پہنچ بیانِ ذاتی پری ہوں گی اور پہاڑوں میں طولی شرمنگی کو دے پیغیر نہ ملک ہے۔“

”ان اضافتیں افلاس زیادہ ہے۔ اس پری مزدور، پاسانی لئے ہوں گے۔“

اوپر اُپنے پہاڑوں سے گھری ہوئی یہ ایک سرہنگ وادی تھی۔ کچھ ایسا عمارتیں نظر آتی تھیں یہیں فون چل کر جلوی ہو گا۔ ایک سرہنگ اور دھارت ہیچ دھاری دھاری جس کے اوپر لاسکی اور پل نسبت تھے۔

یک یہ لوگ عمارتوں کی طرف نہیں سے جعلے ہارہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد فضول کی پایہ تینیں دائل ہوئے۔ چاروں طرف مشیلیں روشن تھیں اور ایک جگہ اسالا عمل رہتا تھا۔ لیکن اس طریقے کے گرد دھار کی بیٹھتے تھے جیسے وہاں کوئی تقریب برپا نہ ہو۔ ایک چھوٹی سی ایک طرف سجادا ہیما پر جو مسحول پیٹھے جانے لگے تھے اور فریباں تھیں گئی تھیں۔ کئی جوڑے اس کے پاس سے ہٹ کر ناچھتے تھے۔ ان دونوں کے

لئے کم کا مشروطہ لا ایسا تھا جس نے جبرت اگر تو پورا ان کی تھکن رفع کر دی۔ فضول سے اور بہت سیرے وکل بہار ہٹنے پر پھر اُنہیں اچھل کو دشروع ہو گئی تھی جیسی ملی وڈی جگل فضول میں نظر آتی ہے۔

”یہ کیا ہو رہا ہے؟“ حمید نے فتح سے بچا۔

”اس حد تک ان فلوں سے اوقتنیں ہوں۔ پتا نہیں

یہ حقیقت تھی تھی۔ فتح نے سرہنگ اس نے شیش پستول اور وہ کارہ کر رکھا۔ فتح نے جوش ہٹتی تھی اور وہ کارہ کر رکھا۔ ”ست...“

”خاؤشی سے اُشو اور شکال کی طرف جل بڑو“

”کاک۔ کیوں...؟“

”یہی کہا گیا ہے۔“

”تو میں تھی بھسٹے گئے۔“

”پرانست کر۔“ چلتے وقت فتح نے پشاہیں بتوں اٹھا۔

پشاہیں کے رفك دیا گیا سرگ کی آوارائی تھی۔“ وہیں پشاہیں دوڑو۔

”یہ کہاں سے بول رہا ہے؟“

ادھر اُدھر جا پچھے اور مجھ سے مصالحہ کیا۔ کیا شیش خود کو ان کے

حولے کر دوں۔ ورنہ وہ تمیں جھنک کر دیں گے۔“

شیش کی طرف جو چالی پر جمپ کے قدم لڑکا رہے تھے۔ پھر جدید اُنگریزی کے باسے میں بتاتے گا فتح نے طولی

ساش کے کہا۔ اگر سیہات سے تو پھری طور وہ سیدہ میں سے مار پر پیچا یا ہو گا کہہں نہ ہیں ان کا لائچنگ پس بڑھی

موجود ہو گا تو ایک اور جوڑی جمپ بھر رہے تھے تھا۔ اُن سے فائدہ اخسار ہے میں جو دھمکہ نہ بولتا ہے میں کیا۔

”کیا کہن لیوں کوی اس کا علم ہے؟“ فتح نے پوچھا۔

”شکریتی نصیل ہی تاکہ کی ہے۔“

”تو پھر شایدی سے اُنھوں نے میرے ماتھیں دُوریں تھیں اور تھیں یعنی غالم غرب کے پہرے دار پوری طرح جوکس

ہیں اور تھیں دھراہنگھوں نے کوئی بیکروں اکل بیکوں کا

کیا وہیاں موجود ہیں۔“

”فتح کہ جو بولا۔“

اوپر بچھے ہی تھے کہ تین سعیتیوں نے اُنھیں رُخ میں

لے یا اور ایک طرف سے چلتے سرگ کی آن میں بوجوہ میں تھا۔

”لے چلتے ایک بار پھر حمید لا کھڑا رکھ رکھا اور فتح نے مخدوٰب

تفوکر کی تھی کہ وہ پھر دھر کے لیے رُک چاہی۔“ دنخواست

اب فتح نے شیش پستول سپل پر چھپیں فریڈی وہی سالٹر۔“

اجنی ہنگ ایک بار فاسدہ نہ ہوا تھا۔ فتح نے جوش ہٹتے رہیں پہلی

چھپکاں کی پہنچ کر جوڑی پر وہ تھا۔“

”تم جو کوئی بھی ہو تو وہ کہا جائے گا۔“

کا جم جھنپی کر دیا جائے گا۔“

”فتح تیری سے غیری کے لباس پہنچا تھا اور بولا“ میں جا رہا

ہوں کر سن۔“

”نہیں تم تھے...“

”یہی مناسب ہے تم آزاد ہو تو ہمیں بخوبی کی اُمید ہے۔“

”بھی سہے گی۔ اب یہی کھال کی خلاف تھا۔“

”ذرا زیاد تھا۔ کیا ہے؟“ اُس نے فتح سے کہا اور فریدی کے تھے کہتا ہو اپولو میں یہیں پہنچا تو اس کے لیے جاہلیہ کے سچا۔“

”اُنھوں نے دوسرا جاہلیہ کھیا ہے۔“

”کیا بات سے صاف صاف کہو؟“

”کیپٹن جیمیکی ٹانکوں میں رُشی باندھ کر برف پر کھیتے

پھر رہے ہیں۔“

فریدی کا کھڑا ہوا تھا دلوں فتح سے ہاہر آئے اور

ایک چنان کی اوٹ سے ڈھلان میں جھاکنے لئے پیچے ہی پیچے کچھ

ہو رہا تھا جس کی اطلاع فتح نے دی تھی۔ وہ اُنہیں تھے اور

ان میں سرگ ہی دمکت کامیابی ہوئی۔ حمید کا پھر وہیں پہنچا اور

کرفنا میں منتشر ہو رہی تھیں۔

”تم اُدھر۔“ اس چنان کے پیچے جاؤ۔“ فریدی نے فتح سے

کہا۔ اور ان پر فائزگ بڑھ کر دوپنیں اور ہر سے دھکیں۔“

کر فارسے باہر نکلے ہیں والا تھا اگر جیب طرح کا شو سناہی دیا۔

فریدی بھی جوڑی کو چھپ کر متوجہ ہو گی تھا۔

”ذرا زیاد تھا۔ کیا ہے؟“ اُس نے فتح سے کہا اور اپنے

دالپسیاں کا سچ سچوں ہے بند کی خالی آماری کی اور فریدی کے تھے کہتا ہو اپولو میں یہیں پہنچا۔“

”اُنھوں نے دوسرا جاہلیہ کھیا ہے۔“

”کیا بات سے صاف صاف کہو؟“

”کیپٹن جیمیکی ٹانکوں میں رُشی باندھ کر برف پر کھیتے

پھر رہے ہیں۔“

فریدی کا کھڑا ہوا تھا دلوں فتح سے ہاہر آئے اور

ایک چنان کی اوٹ سے ڈھلان میں جھاکنے لئے پیچے ہی پیچے کچھ

ہو رہا تھا جس کی اطلاع فتح نے دی تھی۔ وہ اُنہیں تھے اور

ان میں سرگ ہی دمکت کامیابی ہوئی۔ حمید کا پھر وہیں نکلے اور

کرفنا میں منتشر ہو رہی تھیں۔

”تم اُدھر۔“ اس چنان کے پیچے جاؤ۔“ فریدی نے فتح سے

پھن کر طرف بڑھا دیا۔“ اور یہ کھڑی رُخ میں اور نہ سکھا۔“

”فائزگ میں خطروہ بے کریں یہیں پستول سے کہیں کوئی

گولی پکشی پر پڑ پڑ جائے۔“

”یو یو یو اور یو یو یو“ فریدی نے ہولٹر سے ریواں کمال کر

کے سامنے تھا۔ لحق کی نالی سے کارگر ہی۔ فتح نے پاروں طرف

نکھن دو۔ اُن تھیں پھر اسی جانب دیکھنے کا تھا۔ حصر سے سرگ کی آوارائی تھی۔ ہی تھی ہوش آئتی تھی۔“ شکال کی جانب۔“

”سُنگ کی آوارائی تھی۔“ فتح نے تیری سے ہاتھ پڑھا۔“ سرگ پس پنور اسکا۔“

”ڈسی غلطی تھیں جس کی جگہ کر دے گی نور کے پیچے“ سرگ کی اولاد۔“



چیز بخوبیں ایندھن کا ذخیرہ تھا اور اور کمزوری نہیں ایشیش۔  
ذکریہ سے میں ایک چھوٹا سا نام پر رکھ رکھیں وہاں سے علیٰ آیا  
اسیش کو تباہ کرنے دیتے کا اس سے علاوہ اور کوئی ذریعہ  
ای نہ تھا۔

وہ تھوڑی دیر قاموش رکر لے لا۔” چیز گزشتی کی  
موت پار فوسون ہے، فدا یکست معلوم عورت تھی اگر وہ نہ ملی  
تو بھی یہاں کم تر بہت سکنا اور وہ مگر اپنی حالتیں بدل سکتے  
”ستگ کا نیچ مکانا اچھا نہیں تو اکتن۔“  
”فریڈر کر وہیں بیکھرا جائے گا۔“  
”وزیر ولیدی تینم سے تباہ ہو گیا ہے، اپنی الگ سیلم  
قالہ کرنے کی سوچ رکھا ہے۔“  
”تب تواہ اسی سے مالا جائے گا جیسا کہ تم کیا  
چلتے ہو؟“

”بھروسہ اپس جاول گا یعنی تم سے صرف اتنی دخوارت کرتا  
ہوں کہ اپنے افسوس و سورج کو کامن لا کر مجھے قید ہاتھی سے  
چھاپنا اور مری کھنچ پڑھنے والی رہا۔ جسیس جسیں  
پہنچ کر خالی اماماٹا پسی ہی پاس رکھو جسی بیرونی فروخت  
خوبیں تو چکے کھل میرے پاس بھجوادا تھیں جس کے ساتھ  
”تمیں زیاد رہا تھا دلوں کی کوشش کروں گا کہ مگر  
رہو۔ دیکھیں اب سیارے کا کیا تھا ہے؟“

”ستگ کہ رہتا اک ترددیں ایشیش بی سے اس کی  
خفاہت مگن تھی، اب وہ کسی بڑھتے شہابی سے نہ اڑتھم  
ہو جائے گا، ویسے ہی کمزوریں ایشیش کی تباہی کے بعد وہ  
قہیں قریب نہ کرے، ہی ہو چکا ہے؟“

پھر فارسی پھانی چاروں طرف ویرانی اور ستائے  
کی تھکری تھی، اپنی اپنی چھوٹوں پر بندگی تھی۔  
فینی اور جید شاپ دوبارہ موجود تھے۔ فینی اونٹھے  
کا اور فریڈی اُندر کے سیدھا کھڑا ہو گیا اس کا رخ شرق  
کی طرف تھا جہاں سے گرم گرم گریں پھوٹ رہی تھیں۔

نغمہ۔



”چیز کیا رہے ہے؟“ کوئی کوئی نہیں بے۔ ”خیلے جید کاشان جھنور ڈال۔  
”مالڈالا۔ یہی نے اسے نہیں کر دیا۔“  
”کے تم سر دیا؟“  
”سُن کو۔“  
”یکن یہ تو سنگ نہیں ہے۔“  
”پھر کون ہے؟“  
”تباہیں... اوفہ وہ دیکھو۔“  
غارکے دلمپے سے الگ کی بیس نکل ری تھیں اور عجیب  
سی بُونیں بھیجیں تھیں جیسے کہ بیانِ قسم کی کافی بیرونی بھی  
تھی جیسا کہ ایک ہمیشہ شاکر کو دیکھا وہ ستگ ہیں  
خواہی محفوظ کر لاش تھیں لیکن وہ محفوظ ہیں تھا، جس نے  
سنگ کو نکالا تھا۔ پھر وہ دلوں کیاں ہے؟  
حمدہ نے آگ اٹھتے دلانے کی طرف دیکھا اور جنگ  
کی تھکری وہ کہا ہے؟“  
”کوئی اس کو تو پہنچیں جسکی تھیں۔“  
”بلیں پوسٹ بُوانہا۔“  
”خواہا!“ حیدے پاچیں کر پا پڑھو دو نوں  
لامھوں سے ڈھانپا۔  
”اکر کی اتنی حالت تھیں ہیں ہے؟“ فینی فینی کے ساتھ  
اسے بھاں سخن اڑا کر کہیں اور سے جھوٹ  
فچ کے سنت کا اپنے انعاماً بھاہا تھے میر فریدی کی آلا  
آفی ستم وک پیہاں کی رہے ہوئے بھاہا بھاہا سے... ایم جیانیں  
بینی سروں کوئی تھی۔

سچ وسیع تھی اور وہ پیسہ خوش حوالی کے عالمیں ایک  
بھاں پر پڑے تو نئے طویں کا مظہر دیکھ ہے تھا اور فریدی  
فینی کے ساتھ رہا۔ ”حیدی کی بھاہا تھی وہ بھے کر  
پاچھوڑ کر سے باختہ تھی۔“  
لفت تھا اپنے اپنے داری تھی جسے فرم کر وہ غار میں  
والہل، تو اپنا چھوٹی سی بیٹی سی معلوم ہو چکا تھا وہاں  
کیا اور کھا پڑیں گے وہ اس جلدی نشانہ ہیں کسی تھی جہاں  
یہ بسچنے تھی اور کیا بارہ تھا تھام دعویں کا نیا قب کرتا ہوا یہ  
پیلار کے پیچوں اور لامپ کے سینے دکھلائیں چھوٹی سی بیٹی۔  
لنز و نیک ایشیش کی بھیں اس پاس ہی ہو گا دران اعموں  
سے تو پاروں کے ہیچ پر کمزوریں ایشیش قائم کر رکھا تھا۔

فینی جید کاشان کے ماتحت مکمل ریتی اور حفاظتی  
ستگ کو درسری طرف پھال دیا تھا۔ فینی نامہ کھلے ہی گزشتی  
کی طرف پہنچا تھا اور جید اس کی پیسوے چاکیں جس کے  
کی طرف دوڑا یا تھا تینوں غائبے باہر نکل گئے۔ باہر بھی خامی  
روشنی تھی۔

”کوئی نہیں تھیں نہیں جھوٹوں گافری؟“ اس نے  
ستگ کی اواز سُنی تھی۔

”اویس آن تمہارا قیم کر کے رکھوں گاہیں جید نے عجب  
سے ہانگ مانگنا اور جو قوت و ہوا سمجھنے پر پوٹ رہا۔“

”کیا کر رہا ہے؟“ اس نے فریدی کی غرائز سُنی تھیں اس پر  
تو جیسے دورہ گیا تھا اسکوں سے کچھ سماں ہی بھی دے  
دیا تھا اس بہتر استانتا اور جا وہاں کا پل کی سرمهی نہیں تھی میں  
دوپٹا چلا جاتا تھا۔

پھر اس نے فینی کی جیخیں سُنی تھیں ”بھاؤ بھاؤ  
سماں آں...“

”چلے جاؤ اہم عاشم بائیشل پیکی میں“ ستگ کی سانپ  
کی طرف پسکالا تھا۔

”تمہیں تھیں منہ فرماند“

”ہیں۔ نہیں۔“ اس اونٹھن کا کھل بھیں ہو گاہی گزشتی  
دلوں اور اس کا صحنی ہوئی اُن کے درمیان اکھری ہوئی۔

”ہٹ جا۔“ صانپ سے۔ ”ستگ نے اسے مکلا۔

”ہیں۔ ہر گزیں تو تمہارا حل چاہیے کوئی بھیں ہیں تھن  
کی جعل بھیں ہوتے ہوئے ستگ نے پیشہ دہر کی رحمانی کے

چھلانگ سمجھی اور جیسا کھاٹکے ناچھتے نکل گیا ایک اس  
نے سٹکا اسی بیان پر یہاں تھا دلوں اپنی میں تھے تو نہیں  
پر آئے۔ دھنیا میں آنے سی محوس کی جو غافلی کی کی دلار  
سے نکل رہی تھی۔

”مشش۔“ شیخہ ایندھن کی آں... فینی جھرائی ہوئی  
آدمیں بولا غابا اس نے بھی آنے سے خوش کر لی۔

”اُصرہنگ کو چاقو کا لئے کاموں مل گیا تھا۔  
”ہیں۔ نہیں۔“ اپنی جیخی ہوئی جھٹی اور ستگ کا  
پا تو الہا تھوڑی وہ خوبیں سے تھام لیا۔

”اُمبو۔“ ستگ علیاً یا اور جید کی بیڑھا شراش  
بیج ناکی محدود فضیل نوچ کر رہی تھی پھاوس کے باشی  
پہلوں پیوست ہو گئی تھا۔

”میں نہیں جانتا۔ بہر حال انگریز طریقے میں تھا تو وہاں جل  
بھٹا و کاگہ۔“  
”ستگ کے کامیابیا۔“

”جنہوں نے ایشیش کے ماتحت مکمل ریتی اور حفاظتی  
تھا اس کی طرف کی جھاٹت کی جاتی تھی۔“

”اویس آن تمہارا قیم کر کے رکھوں گاہیں جید نے عجب  
سے ہانگ مانگنا اور جو قوت و ہوا سمجھنے پر پوٹ رہا۔“

”اُفریدی ہی کی طرف جیسا کہ بیسم مدد ہوئے غلام لاغارے  
دہانے کی طرف سے آواز آئی۔“

”زیرولیٹ کا ایک جا چکا۔“  
اویس کے باقیں اعتدال  
چاہپاں کا بیٹھا تھا۔

”چلے جاؤ اہم عاشم بائیشل پیکی میں“ ستگ کی سانپ  
کی طرف پسکالا تھا۔

”تمہیں تھیں منہ فرماند“

”ہیں۔ نہیں۔“ اس اونٹھن کا کھل بھیں ہو گاہی گزشتی  
دلوں اور اس کا صحنی ہوئی اُن کے درمیان اکھری ہوئی۔

”ہٹ جا۔“ صانپ سے۔ ”ستگ نے اسے مکلا۔

”ہیں۔ ہر گزیں تو تمہارا حل چاہیے کوئی بھیں ہیں تھن  
کی جعل بھیں ہوتے ہوئے ستگ نے پیشہ دہر کی رحمانی کے

چھلانگ سمجھی اور جیسا کھاٹکے ناچھتے نکل گیا ایک اس  
نے سٹکا اسی بیان پر یہاں تھا دلوں اپنی میں تھے تو نہیں  
پر آئے۔ دھنیا میں آنے سی محوس کی جو غافلی کی کی دلار  
سے نکل رہی تھی۔

”مشش۔“ شیخہ ایندھن کی آں... فینی جھرائی ہوئی  
آدمیں بولا غابا اس نے بھی آنے سے خوش کر لی۔

”اُصرہنگ کو چاقو کا لئے کاموں مل گیا تھا۔  
”ہیں۔ نہیں۔“ اپنی جیخی ہوئی جھٹی اور ستگ کا  
پا تو الہا تھوڑی وہ خوبیں سے تھام لیا۔

”اُمبو۔“ ستگ علیاً یا اور جید کی بیڑھا شراش  
بیج ناکی محدود فضیل نوچ کر رہی تھی پھاوس کے باشی  
پہلوں پیوست ہو گئی تھا۔